حنفی فقہ اور جعفری فقہ کے تنازعہ میں تیسری تجویز

# رضاخانی فِقہ

مُرتبہ:

حافظ محمد اسلم



شائع کردہ

کُتب خانہ قادرِیہ

اردو بازار۔ لاہور

# پیشِ لفظ

الحمد للہ وسلام علی عبادہ الذین اصطفی ء اللہ خیر اما یشرکون

ہر قوم راست راہے دینے و قبلے گاہے
من قبلہ راست کر دم برسمت کج کلا ہے

فقہ کی ضرورت ہر زمانے میں مسلم رہی ہے۔ فقہ میں اختلاف تو ہوسکتا ہے لیکن اس کی ضرورت سے کبھی انکار نہیں ہوا۔ پاکستان میں بحث چلی کہ یہاں اسلامی نظام میں کونسی فقہ مرکزی رہے۔ یہ حق یہاں فقہ حنفی کو حاصل تھا۔ مگر فقہ جعفری کے داعی برابر کی سطح کا مطالبہ کرتے رہے۔ کچھ لوگوں نے فریقین کو ایک دوسرے کے قریب کرنے کے لئے ایک بیچ کی راہ نکالی اور رضا خانی فقہ کی پیشکش کر دی۔

رضا خانی فقہ کے امام مولانا احمد رضا خاں بریلوی ہیں۔ آپ کے کئی مسائل حنفیوں کے ساتھ اور کئی عقائد شیعوں کے ساتھ ملتے ہیں تاہم آپ نے ایک دین و مذہب قائم کیا۔ اپنے پیروؤں کو اس پر چلنے کی تاکید کی۔ رضا خانی فقہ کی چند جھلکیاں تعارف کے طور پر اس مختصر رسالے میں جمع کر دی گئی ہیں۔ اب فیصلہ ناظرین کے ہاتھ میں ہے کہ وہ کہاں تک اس فقہ کو قبول کرتے ہیں۔

پہلے فقہائے کرام کے بارے میں ایک مختصر تبصرہ ہے۔ پھر مولانا احمد رضا خاں کا فقہی تعارف پیش کیا گیا ہے اور اس کے بعد اس عجیب وغریب فقہ کے چند ابواب نمونہ کے طور پر ہدیہ قارئین کیے گئے ہیں۔ اگر آپ اس فقہ کو پسندیدگی کی نظر سے دیکھیں تو مولانا شاہ احمد نورانی صدر جمعیت علمائے پاکستان کے دینی موقف کی تائید کریں۔ یہی ایک راہ ہے جس کے ذریعہ رضا خانی فقہ کا عام نفاذ ہوسکتا ہے۔

محمد الیاس (برمنگھم)



# فہرست ابواب

## کتاب الحج والزیارۃ



## کتاب الختم والفاتحہ



## کتاب الاکل والثوم



## کتاب النکاح



## کتاب الموالات



## کتاب النوادر



نوٹ: جن حضرات کو ان مسائل سے اختلاف ہو وہ اپنے امام کے مسلک پر عمل کریں۔ یہ فقہ مولانا احمد رضا خاں کے پیروؤں کے لئے ایک مختصر لائحہ عمل ہے۔ فقہ حنفی یا فقہ جعفری ماننے والوں پر اسے حجت نہ سمجھا جائے۔

الحمد للہ رب العالمین والصلوۃ والسلام علی سید المرسلین

وعلی الہ واصحابہ اجمعین، امابعد!

# تمہید

## فقہائے کرام کے بارے میں:

قرآن وحدیث شریعت کی اساس ہیں فقہ شریعت کی قانونی تشکیل ہے جب تک اہل علم کا ایک طبقہ اس کے لئے فارغ نہ ہو اور اس پہلو سے وہ دین میں فکر نہ کرے اور جو جزئیاتِ عمل نصوص کتاب وسنت میں مذکورہ نہیں ان کے حل کے اصول وضوابط قرآن و حدیث میں نہ پائے اوران مسائل غیر منصوصہ کا حکم دریافت نہ کرے، دین کامل کا دعویٰ اپنی پوری بہار نہیں دکھا سکتا۔

اسلام کے اس قانون دان طبقے کو فقہاء کہتے ہیں جو حکم شریعت کو اس کی اصل سے فروع تک لے جاتے ہیں. قرآن کریم میں ہے:

لولا نفر من کل فرقۃ منھم طائفۃ لیتفقھوا فی الدین۔

(پارہ نمبر ۱۰ سورۃ التوبہ رکوع نمبر ۱۵)

ترجمہ: سو کیوں نہ نکلا ہر فرقہ میں سے ان کا ایک حصہ تاکہ تفقہ کریں (فقہ سے کام لیں) دین میں۔

حدیث کی لم، علت اور مفہوم پر انہی حضرات کی گہری نظر ہوتی ہے، مشہور محدث امام ترمذیؒ ایک بحث میں لکھتے ہیں:

وکذالک قال الفقھاء وھم اعلم بمعانی (الحدیث)



ترجمہ: اور اسی طرح کہا ہے فقہاء نے اور وہی حدیث کے معنی بہتر جانتے ہیں۔ (جامع ترمذی جلد اول ص ۱۱۸)

امت میں جو حضرات اس بحر شریعت میں شناور ہوئے ان میں امام اعظم ابوحنیفہؒ، امام مالکؒ، امام اوزاعیؒ، امام سفیان ثوریؒ، امام ابو یوسفؒ، امام محمد بن حسن الشیبانیؒ، امام شافعیؒ، امام احمد بن حنبلؒ سرفہرست ہیں، بعد میں آنے والے تمام فقہاء کرام انہی کے وضع کردہ اصولوں پر چلے ہیں۔ یہی حضرات امت میں مجتہد سمجھے جاتے ہیں۔

## مولانا احمد رضا خاں کا اجتہادی مقام:

ان کے سوا مولانا احمد رضا خاں ہیں جو اپنی نظر وفکر میں ایک مجتہد تھے اور بقول ان کے معتقدوں کے ان کا دعویٰ تھا۔

زمانے میں میں گرچہ آخر ہوا وہ لاؤں جو اگلوں سے ممکن نہ تھا
خدا سے کچھ اس کا اچنبھا نہ جان کہ اک شخص میں ہوں جمع سب جہاں

(حسام الحرمین ص ۵۱)

مولانا احمد رضا خاں اپنے فتاوے کے خطبہ میں لکھتے ہیں:۔

وعرائس نفائس کانھن الیاقوت والمرجان

لم یطمثھن قبلی انس ولا جان

(فتاویٰ رضویہ جلد اول ص ۴)

ترجمہ: (اور میرے فتاویٰ وہ) ستھری دلہنیں ہیں گویا وہ یاقوت اور مرجان ہیں جن کو مجھ سے پہلے کسی آدمی اور جن نے ہاتھ نہیں لگایا۔

اس کا مطلب سوائے اس کے اور کیا ہو سکتا ہے کہ میں دین کی سوچ اور مسائل کی تنقیح میں پہلے ائمہ کرامؒ کی راہ پر نہیں چلا، اس نئی سوچ اور نئے اجتہاد کا نتیجہ ظاہر ہے کہ امت میں

نئے نئے اختلافات پیدا ہوں گے، عقائد کے نئے نئے عنوان سامنے آئیں گے اور نت نئی کھانے پینے کی سکیموں اور عمل کی آرام دہ جزئیات سے لوگوں کو اپنی طرف مائل کیا جائے گا۔ یہی وجہ ہے کہ مولانا احمد رضا خاں کے مریدوں نے انہیں قاضی القضاۃ امام ابو یوسفؒ اور امام محمدؒ کے برابر سمجھ رکھا ہے۔ ایک مرید بڑے دعوے سے کہتا ہے:

میں خدا کی قسم کھا کر کہتا ہوں کہ اس فتاویٰ کو امام ابوحنیفہ نعمان رضی اللہ عنہ دیکھتے تو یقینا ان کی آنکھیں ٹھنڈی ہوتیں اور اس مولف (اعلیحضرت) کو اپنے اصحاب امام ابو یوسفؒ اور امام محمدؒ کے زمرے میں شامل فرماتے۔ (فتاویٰ رضویہ جلد چہارم ابتدائیہ)

آپ کے ایک معتقد اعتراف کرتے ہیں؛

"اگر مجتہد فی الشرع یا مجتہد مطلق تو نہیں لیکن آپ کی تحریروں میں اجتہاد کا رنگ جھلکتا ہے۔" (اعلیحضرت کا فقہی مقام ص ۱۱۔۱۰)

## فقہ حنفیہ کے خلاف مشق:

مولانا احمد رضا خاں کو پا کر بریلویوں کے ہاں امام ابن ہمامؒ اور علامہ ابن نجیمؒ کا تو کوئی مقام ہی نہ رہا، جب جناب مولانا احمد رضا خاں خود امام ہو گئے تو ان مقلدوں کی پوزیشن ہی کیا رہی حالانکہ امام ابن ہمامؒ اس علمی مقام کو پہنچے ہوئے تھے کہ علامہ شامیؒ لکھتے ہیں:۔

وہ اجتہاد کے درجہ پر پہنچے ہوئے تھے۔ (ردالمحتار جلد ۲ ص ۵۲۰)

اور علامہ ابن نجیمؒ کو تو سلف صالحین ابوحنیفہ ثانی کہتے تھے، علامہ شامیؒ کی رائے ملاحظہ ہو:۔

لاشک ان المحقق ابن الہمام لہ علم تام بالخلاف ایضاً۔ (ردالمحتار جلد اول ص ۷۷۸)

ترجمہ: اس میں شک نہیں کہ محقق ابن الہمام کو خلافیات کا بھی پورا پورا علم ہے۔

اب بریلویوں کے ہاں امام ابن الہمامؒ کی پوزیشن دیکھئے:۔



"علامہ شامیؒ اور صاحب فتح القدیر مولونا (احمد رضا خاں) کے شاگرد ہیں، یہ (مولانا احمد رضا خاں) امام اعظم ثانی معلوم ہوتا ہے۔"

(المیزان احمد رضا نمبر ص ۱۸۶)

علامہ ابن نجیمؒ صاحب بحر الرائق کے بارے میں پڑھ لیجئے، مولانا احمد رضا خاں لکھتے ہیں:۔

"ایسا ہی اشتباہ علامہ زین بن نجیمؒ مصری کو مسئلہ ذبیحہ میں واقع ہوا جس پر علامہ سید احمد حموی نے فرمایا: مبناہ علی الاعتزال الصریح والعجب ان المصنف لم یتفطن لہ مع ظہورہ من القنیہ۔ اس کا مبنی اعتزال پر ہے اور عجب یہ کہ مصنف کو اس پر تنبہ نہ ہوا باآنکہ صاحب قنیہ کا معتزلی ہونا کھلا ہوا تھا۔" (فتاویٰ رضویہ جلد ۴ ص ۲۹۸)

غور کیجئے مولانا احمد رضا خاں فقہائے حنفیہ کو کس طرح معتزلہ بتا رہے ہیں جب محقق ابن نجیمؒ کو ان لوگوں کی سمجھ نہ آئی اور وہ ان پر متنبہ نہ ہوئے تو اور فقہاء کس شمار میں ہیں، آگے چلئے مولانا احمد رضا خاں صاحب نے تو صاف کہہ دیا ہے:۔

"مذہب حنفیہ میں معتزلہ بکثرت پیدا ہوئے ہیں۔" (فتاویٰ رضویہ جلد ۴ ص ۳۶۱)

اب کس کا اعتبار کیا جائے اور کس کا نہ۔

کس کا یقین کیجئے کس کا یقین نہ کیجئے ۔ لائے ہیں بزم یار سے لوگ خبر الگ الگ

## علامہ شامی پر برتری کا دعوی:

علامہ شامیؒ جن کے فتاویٰ پر اس آخری دور میں حنفیہ کا دارومدار ہے، مولانا احمد رضا خاں انہیں کچھ سمجھتے ہی نہیں ایک مقام پر لکھتے ہیں:۔

"یہاں تک کہ سب میں متاخر محقق مبصر علامہ شامیؒ کو بھی وہی رستہ

بھایا مگر فقیر غفرلہ، المولی القدیر نے بدلائل ساطعہ قاطعہ امام طحاوی کا فتوی نہ اس پر بلکہ قطعاً اس کے برعکس ہونا خود امام ممدوح کے اظہار نصوص و دلائل سے ثابت کر دکھایا۔"

(فتاوی رضویہ جلد ۴ ص ۳۶۵)

ایک اور بحث میں لکھتے ہیں۔

"بحث علامہ شامیؒ متصادم نص واقع ہوئی اور بحث فقیر بحمد اللہ القدیر نص کے موافق آئی۔" (المیزان احمد رضا نمبر ص ۱۸۶)

اس علمی تعلی کے ساتھ مولانا کے لئے ضروری تھا کہ نت نئے نئے مسائل نکالیں تاکہ لوگوں کو پتہ چلتا رہے کہ یہ بھی کوئی امام مجتہد ہے جو پہلے اماموں اور فقہاء کرام سے خوب ٹکرا رہا ہے۔

بریلویوں کے شجاعت علی قادری صاحب لکھتے ہیں:۔

"یہ تلاش کرنا کچھ مشکل نہیں کہ آپ نے کس کس سے اختلاف کیا بلکہ اصل دقت طلب کام یہ ہے کہ وہ کون سا فقیہ ہے جس سے مولانا نے بالکل اختلاف نہ کیا ہو اگر ایسا کوئی شخص نکل آیا تو یہ ایک بڑی تحقیق ہوگی، مولانا ایک مجتہد کی طرح ہر ذی علم سے اختلاف کرتے ہیں۔"

(مقدمہ فتاوی رضویہ جلد ۵ ص ۳۰)

## فقہاء سے ٹکر لینے کا جوش:

مولانا احمد رضا خاں بعض دفعہ خود بات سمجھے نہیں ہوتے اور جلد بازی میں سمجھ لیتے ہیں کہ فقہاء حنفیہ غلط کہہ رہے ہیں، اس پر ان کے معتقد بڑے طمطراق سے کہنے لگتے ہیں دیکھو آپ نے فلاں فلاں اماموں کی بھی غلطی نکال دی واہ! یہ بھی بڑے امام تھے مجتہد کے قریب



قریب تھے۔

## علامہ طحطاویؒ کی بات نہ سمجھنا:

علامہ طحطاویؒ نے ان بیماریوں کے سلسلہ میں جن میں پانی کے ساتھ خون ملنے کا بھی مظنہ ہوتا ہے جیسا کہ تیز قسم کے فلو میں ناک سے بہتا پانی زرد سا ہونے لگتا ہے، فرمایا کہ ناک سے پانی بہنے سے وضو ٹوٹ جاتا ہے، آپ کا یہ فیصلہ مطلق زکام کے برے میں نہ تھا مگر مولانا احمد رضا خاں نے اسے مطلق زکام کے بارے میں سمجھ لیا اور جھٹ علامہ طحطاویؒ کی تغلیط کر دی۔

زکام میں ناک سے بہتا پانی اگر کچھ خون بھی ساتھ لانے لگے تو اس سے وضو واقعی جاتا رہتا ہے، یہ کوئی بحث طلب بات نہ تھی۔ مگر مولانا احمد رضا خاں کا فقہی جوش دیکھئے علامہ طحطاویؒ کی مخالفت میں آپ نے کیسے دو دو ہاتھ دکھائے ہیں، ردالمحتار میں ہے:۔

وکذا کل ما یخرج بوجع ولو من اذن وثدی وسرة فظاهره یعم الانف اذا زکم۔ (ردالمحتار)

ترجمہ: اسی طرح اس رطوبت کا حکم ہے جو درد سے، کان سے، پستان سے یا ناف سے نکلے۔ سو ظاہر ہے کہ یہ ناک کو بھی شامل ہے۔ جب زکام ہو گیا ہو۔

اور مولانا احمد رضا خاں خود بھی یہ بات جانتے تھے:۔

"بالجملہ مجرد رطوبت مرض سے اگر سائل ہو...... ہرگز ناقض نہیں بلکہ احتمال خون وریم کے سبب۔" (فتاوی رضویہ جلد ۱ ص ۳۷)

افسوس کہ مولانا احمد رضا خاں علامہ طحطاویؒ کی بات کو اس توجیہ پر نہ لا سکے اور دوسروں کی بات کو صحیح محمل پر محمول نہ کرنے کی مشق میں اتنے دور تک چلے گئے کہ ان میں بڑوں کا

احترام بالکل ہی نہ رہا اور تو اور ان کی یہ خواہش بھی کچھ کم نہ تھی کہ ان کی تقریر امام اعظمؒ بھی سنیں۔

مولانا احمد رضا خاں نے احکام شرعیہ کی گیارہ قسمیں بیان فرمائیں، عام سات قسمیں (فرض، واجب، مستحب، مباح، حرام، مکروہ تحریمی، مکروہ تنزیہی) جو بیان کی جاتی ہیں ان پر سنت موکدہ، غیر موکدہ، اسآت اور خلافِ اولیٰ کا اضافہ فرمایا اس پر ان کے ایک معتقد لکھتے ہیں:۔

"یہ وہ تقسیم ہے جس کے بارے میں خود اعلیٰ حضرت فرماتے ہیں کہ اس تقریر منیر کو حفظ کر لیجئے کہ ان سطور کے غیر میں نہ ملے گی...... فقیر طمع رکھتا ہے کہ اگر حضور سیدنا امام اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے حضور یہ تقریر عرض کی جاتی ضرور ارشاد فرماتے کہ یہ عطر مذہب اور طراز مذہب ہے۔" (فتاویٰ رضویہ جلد ا ص ۱۷۳، اعلیحضرت کا فقہی مقام ص ۱۱۔۱۰)

مولانا احمد رضا خاں کا یہ دعویٰ کہ یہ تقسیم ان سطور کے غیر میں نہ ملے گی، اہل علم کے نزدیک بالکل غلط ہے، سنت موکدہ، غیر موکدہ، اسآت اور خلافِ اولیٰ کی بحثیں کتب فقہ میں عام ملتی ہیں، علامہ شامیؒ نے یہ بحثیں کئی جگہ ذکر کی ہیں (ردالمحتار جلد ص )، مگر بریلوی حضرات ہیں کہ پھولے نہیں سماتے کہ مولانا نے احکام شرعیہ گیارہ بتا کر گیارہویں ثابت کر ہی دی۔

اس تفصیل سے یہ بات نکھر کر سامنے آجاتی ہے کہ مولانا احمد رضا خاں کا سلف صالحین اور بزرگان دین سے انتساب محض ایک دکھاوا تھا اصل بات یہ تھی کہ وہ اپنے آپ کو پورا مجتہد سمجھتے تھے اور ایک مستقل مذہب کے بانی تھے، خود وصیت فرماتے ہیں:۔

"میرا دین و مذہب جو میری کتب سے ظاہر ہے اس پر مضبوطی سے



قائم رہنا ہر فرض سے اہم فرض ہے۔" (وصایا شریف ص ۱۰)

مذہب کس کی طرف منسوب ہوتا ہے، امام مجتہد کی طرف، جیسے مذہب مالکی، مذہب شافعی وغیرہ، اور جب اس پر عمل کرنا فرض ٹھہرایا جائے تو یہ مجتہد سے بھی ایک قدم آگے ہے۔

قطع نظر اس سے کہ آپ کے کون کون سے مسائل دوسرے فقہاء سے ملتے ہیں اور کون کون سے ان میں مختلف ہیں، ان کی فقہ کا ایک مختصر سا خاکہ مختلف ابواب سے ہدیہ قارئین کیا جاتا ہے۔



# کتاب الطہارہ

مسلمانوں کے لئے پاکیزگی قائم رکھنا بہت ضروری ہے اسلام نے جتنا صفائی پر زور دیا ہے کسی اور مذہب میں اس کی مثال نہیں ملتی، حدیث کی بہت سی کتابیں کتاب الطہارت سے ہی شروع ہوتی ہیں اور یہی مومن کی زندگی کا آغاز ہے، ظاہری پاکیزگی سے ہی اندرونی پاکیزگی کی منزل شروع ہوتی ہے...... مسلمانو! تمہارا مولیٰ عزوجل فرماتا ہے:۔

مایرید اللہ لیجعل علیکم من حرج ولکن یرید لیطھرکم۔ (پ۶ سورہ المائدہ آیت۔۶)

ترجمہ: اللہ تعالیٰ تمھیں کسی تنگی میں ڈالنا نہیں چاہتے بل کہ چاہتے ہیں کہ تمہیں پاکیزگی بخشیں۔

اب مولانا احمد رضا خاں صاحب کو دیکھیے کس طرح جزئیات ڈھونڈ ڈھونڈ کر مسلمانوں کو پیسہ بچانے کی تعلیم دیتے ہیں اور اس کے بدلے بلا غسل رہنے کی راہ صاف کرتے ہیں. ایسے دور میں جب کہ ہر جگہ پانی عام ملتا ہے لوگوں کو بلا غسل رہنے کی راہیں بتلانا بہت ہی عجیب ہے، بہ ہر حال مولانا کا مسئلہ سنیے:۔

## ایک پیسے کے بدلے غسل معاف:

ایک شخص پر غسل فرض ہے اس کے پاس دو پیسے ہیں پانی کی قیمت ایک پیسہ ہے مگر پانی والا ایک پیسے سے زیادہ قیمت طلب کرتا ہے تو پانی لے کر غسل نہ کرے بلکہ وہ شخص تیمم کر



کے نماز پڑھ لے ایک پیسے سے زیادہ پانی والے کو نہ دے. مولانا احمد رضا خاں لکھتے ہیں:۔

ہمارے ایک ایک پیسے پر لحاظ فرمایا گیا نہانے کی حاجت ہے اور وہاں قابل غسل پانی کی قیمت ایک پیسہ ہو اور جس کے پاس ہے وہ دو پیسے مانگتا ہے۔ پیسہ زیادہ نہ دو اور تیمم کر کے نماز پڑھ لو۔

(فتاویٰ رضویہ جلد اول ص ۶۵۷)

پیسے بچا کر گندا رہنا پڑے تو گندا رہ لو لیکن اصل قیمت سے زیادہ کہیں نہ دو، مولانا احمد رضا خاں بڑی محنت سے لوگوں کو راہیں بتلا رہے ہیں کہ کس کس طرح غسل معاف ہو سکتا ہے۔

## ایک میل سفر پر غسل معاف:

مولانا احمد رضا خاں لکھتے ہیں:۔

ہمارے صرف میل بھر چلنے کی مشقت پر ایسا لحاظ فرمایا کہ اس کے لئے وضو بلکہ بحالت جنابت غسل کی ضرورت نہ رکھی تیمم جائز فرما دیا اگرچہ آدمی خود اپنے شہر میں ہو۔ (فتاویٰ رضویہ جلد اول ص ۶۵۵)

شریعت کی کتنی فیاضی ہے وہ غسل تو درکنار وضو تک معاف کر دیا صرف ایک میل سفر پر یہ رعایت دے دی گو ابھی وہ شخص اپنے شہر میں ہی کیوں نہ ہو۔

جب کوئی شخص گندا رہنے کا عادی ہو جائے تو آہستہ آہستہ صفائی کا تصور ہی اس کے ذہن سے رخصت ہو جاتا ہے، نجاست کو پانی کے بجائے لعابِ دہن سے بھی صاف کرے تو اُسے کوئی باک محسوس نہ ہوگا۔

## انگلی پاک کرنے کا طریقہ:

مولانا احمد رضا خاں لکھتے ہیں۔

انگلی پر کچھ نجاست لگ گئی تھی اسے خبر نہ تھی، کسی وجہ سے انگلی تین بار چاٹ لی یہاں تک کہ اس کا اثر جاتا رہا انگلی پاک ہوگئی۔

(ایضاً جلد دوئم ص ۸۳)

انگلی پاک کرنے کی کیسی عجیب راہ بتائی مولانا اگر یہ بھی کہہ دیتے کہ یہ بڑا کام تھا جو اس نے کیا اسے ہر حال میں منہ کو پاک رکھنا چاہیے تو کیا حرج تھا۔ مگر افسوس کہ مولانا احمد رضا خان نے اس فعل شنیع پر اظہار ناپسندیدگی نہیں فرمایا، شاید یہ طریقہ انہیں بہت پسند ہو لیکن یہ بات معلوم نہیں ہو سکی کہ انگلی پر نجاست کہاں سے لگ جاتی تھی جو اس طرح چاٹنا پڑتا تھا اور تین بار چاٹنا تو اتفاقاً نہیں ارادے سے ہی ہوتا ہوگا۔

شراب اُمّ الخبائث ہے، مولانا احمد رضا خان نے منہ پاک کرنے کا طریقہ تو بتلایا لیکن شراب کی مذمت نہیں فرمائی ایسے موقع پر کیا اس بات کی تلقین ضروری نہ تھی بہ ہر حال مولانا کا ارشاد سنیے:۔

## شراب پی کر ہونٹ پاک کرنے کا طریقہ:

مولانا احمد رضا خاں لکھتے ہیں:۔

شراب پی کر اس کے بعد اپنے لب تین بار چاٹ لئے اور لعاب دہن میں پیدا ہو کر بار بار نگل لیا۔ یہاں تک اثر خمر نہ رہا، مُنہ پاک ہو گیا۔ (فتاویٰ رضویہ جلد دوم ص ۸۳)

یہ تین بار چاٹنا تو اتفاقاً نہیں ہو سکتا کہ پتہ ہی نہ چلا ہو اور ہونٹ صاف کر لئے ہوں، یہ سب اس لئے بتلایا جا رہا ہے کہ اندر گندگی کس طرح زیادہ سے زیادہ داخل کی جا سکتی ہے۔

جب ظاہر و باطن اس طرح گندگی کا عادی ہو جائے تو پھر انسان خوشبو اور بدبو میں فرق تک نہیں کر سکتا، حقہ کے پانی کی بدبو کتنی تیز ہوتی ہے مگر جو شخص اس سے وضو کر رہا ہو اُسے



اس کی بو کتنی روح افزاء محسوس ہوگی۔

## حقہ کے پانی سے وضو:

ایک شخص کو حقے سے کتنی نفرت کیوں نہ ہو مطلق پانی نہ ملنے کی صورت میں اسے حقے کے پانی سے وضو کرنا پڑے گا۔ کیونکہ مولانا احمد رضا خاں فرما گئے:

ہرگز صحیح نہیں اور اس تیمم سے نماز باطل۔ (احکام شریعت ص ۲۴۴)

سوال یہ ہے کہ جب کوئی شخص حقہ کے پانی سے وضو کرے وہ پہلے بسم اللہ پڑھے یا نہ؟ اگر نہ پڑھے تو کیا ایسا وضو امر ذی بال نہیں کہ بسم اللہ چھوڑنے سے وہ بے برکت ہو جائے گا، اور اگر وہ شخص اس پانی سے وضو کرتے وقت بسم اللہ پڑھے کہ اس میں کوئی حرج نہیں ہوتا تو مولانا احمد رضا خاں حقہ پینے سے پہلے خود بسم اللہ کیوں نہ پڑھتے تھے، خود فرماتے ہیں:۔

''ہاں حقہ پیتے وقت (بسم اللہ) نہیں پڑھتا۔'' (ملفوظات حصہ دوم ص ۹۵)

عام جاہل لوگ جس طرح کا حقہ پیتے ہیں اس کے بارے میں مولانا احمد رضا خاں کا فتوے بھی ملاحظہ کیجیے اور یہ بھی غور کیجیے کہ اس حقے کے پانی سے وضو کرنا کیا واقعی جائز ہوتا ہوگا؟

''وہ حقہ جو بعض جہال بعض بلادِ ہند میں ماہ رمضان المبارک شریف میں وقت افطار پیتے اور دم لگاتے ہیں اور حواس و دماغ میں فتور لاتے اور دیدہ و دل کی عجب حالت بناتے ہیں بے شک ممنوع و ناجائز و گناہ ہے۔'' (احکام شریعت حصہ سوم ص ۲۶۵)

سوال پیدا ہوتا ہے کہ جناب مولانا احمد رضا خاں صاحب نے جب وہ فتویٰ دیا تھا کہ آبِ مطلق نہ ملے تو حقے کا پانی بھی آبِ مطلق ہے تو اُس وقت وہ اس حقے کو کیوں بھول گئے تھے، یا یہ کیا اس حقے کے پانی سے بھی وہ وضو جائز سمجھتے تھے؟

## جنابت میں درود شریف:

غسل فرض ہے پانی میسر ہے پانی نہیں تو مٹی میسر ہے جس سے تیمم کر سکتا ہے مگر وہ نہ تیمم کرتا ہے نہ وضو نہ غسل مگر درود شریف پڑھتا چلا جاتا ہے کیا یہ جائز ہے؟ مولانا احمد رضا خاں لکھتے ہیں:۔

"دل میں بایں معنی کہ نرے تصور میں بے حرکت زبان تو یوں قرآن مجید بھی پڑھ سکتا ہے اور قرآن مجید بحالتِ جنابت جائز نہیں اگر چہ آہستہ ہو اور درود شریف پڑھ سکتا ہے مگر کلی کے بعد چاہئے۔"

(ایضاً ص ۲۴۶)

کیا اسی طرح درود شریف پڑھنا صحابہ کرامؓ کی سنت تھی؟ کس کا دل چاہتا ہے کہ ایسی زبان سے درود شریف پڑھے، فقہی رخصتوں کا سہارا لے کر درود شریف جیسے عظیم اور محبت سے بھرے عمل کو اس طرح بے آبرو کرنا بہت تکلیف دہ ہے، معلوم نہیں مولانا احمد رضا خاں اس ناپاکی کی حالت میں درود شریف پڑھنے کو کیوں درست فرما رہے ہیں:۔

## آنکھ سے پانی اُترا وضو گیا:

آنکھیں دُکھنے میں جو آنسو نکل آئیں ان کے ناقض وضوء ہونے میں اختلاف ہے، علامہ ابن ہمام اسکندریؒ ایک اصولی بات کہتے ہیں کہ جب تک اس کا پیپ ہونا ظاہر نہ ہو اس سے وضوء نہیں ٹوٹتا لیس بنجس ما لیس بحدث ایک معروف ضابطہ ہے مگر مولانا احمد رضا خان کو دیکھئے کس طرح ابن ہمام کی بات کو ٹھکراتے ہیں:۔

"ایک مرتبہ امام احمد رضا خاں کو آشوب چشم کی شکایت ہوگئی اس



دوران متعدد بار ایسا ہوا کہ امام احمد رضا خاں نے کبھی قبل نماز کبھی بعد نماز مجھ کو پاس بلایا اور کہا کہ سید صاحب دیکھئے حلقہ چشم سے باہر پانی تو نہیں آیا ہے ورنہ وضو کر کے نماز کا اعادہ کرنا ہوگا۔"

(المیزان احمد رضا نمبر ص ۲۳۳)

بہت سے عارفین ایسے ہیں جن کی آنکھیں شب بیداری کی کثرت سے دُکھنے لگتی ہیں، یہاں تک کہ آنکھوں سے پانی اترنے لگتا ہے اس فتوے کے مطابق تو وہ بے چارے وضو میں ہی شب بیداری کریں گے نماز پڑھنے کا تو انہیں موقعہ ہی نہ ملے گا۔



# کتاب الصلوٰۃ

قرآنِ کریم میں ہے:

ان الصلوٰۃ کانت علی المومنین کتاباً موقوتاط

ترجمہ: نماز مسلمانوں پر بقید وقت فرض کی گئی ہے۔

(پ ۵ سورۃ النساء ع نمبر ۱۵)

اس میں صراحت ہے کہ نماز مومنوں پر فرض ہے کافروں پر نہیں، بلکہ مولانا احمد رضا خاں لکھتے ہیں کہ نماز ابلیس بھی پڑھتا ہے اور وہ بھی منافقت یا دھوکے کے لئے نہیں بلکہ صحیح نیت اور اخلاص سے کہ شاید اس کی بخشش ہو جائے، مولانا لکھتے ہیں:

"ایک پری مشرف بہ اسلام ہوئی اور اکثر خدمت اقدس میں حاضر ہوا کرتی تھی ایک بار عرصہ تک حاضر نہ ہوئی سبب دریافت فرمایا عرض کی حضور میرے ایک عزیز کا ہندوستان میں انتقال ہو گیا تھا وہاں گئی تھی راہ میں میں نے دیکھا کہ ایک پہاڑ پر ابلیس نماز پڑھ رہا ہے۔ میں نے اس کی یہ نئی بات دیکھ کر کہا کہ تیرا کام تو نماز سے غافل کر دینا ہے تو خود کیسے نماز پڑھتا ہے۔ اس نے کہا کہ شاید اللہ رب العزت میری نماز قبول فرمائے اور مجھے بخش دے۔"

(ملفوظات حصہ اول ص ۱۵)

سب جانتے ہیں کہ شیطان مردود نے اولادِ آدم کو گمراہ کرنے کے لئے قیامت تک کی مہلت مانگی تھی اور یہ ہی اس کی مدت اضلال و اغواء ہے، اب کیسے مان لیا جائے کہ وہ



نماز پڑھتا ہے۔ افسوس مولانا احمد رضا خاں نے یہ نہ بتایا کہ وہ کس قبلے کی طرف منہ کرتا ہے اور سفر میں قصر کرتا ہے یا نہیں؟ فرض نمازوں کے بعد ذکر بالجہر بھی کرتا ہوگا۔

## سفر اور غیر سفر میں سنتیں معاف:

سنتوں کے ترک کرنے سے مسلمان گنہگار ہوتے ہیں اب تک کسی حنفی فقیہہ نے غیر سفر اور غیر مرض کی حالت میں مطلقاً سنتیں چھوڑنے کی اجازت نہ دی تھی اگر کسی نے کہا بھی تو سنتِ غیر موکدہ کی تصریح کر کے، مگر مولانا احمد رضا خاں بلا قید سنتوں کو معاف سمجھتے ہیں:

"بحمد اللہ تعالیٰ میں اپنی حالت وہ پاتا ہوں جس میں فقہاء کرام نے لکھا ہے کہ سنتیں بھی ایسے شخص کو معاف ہیں۔"

(ملفوظات حصہ چہارم ص ۴۵)

فقہا نے تو لکھا تھا کہ فتووں کی مصروفیت کے باعث وہ انہیں وقتی طور پر چھوڑ سکتا ہے لیکن فرصت ہونے پر وقت کے اندر اندر پھر پڑھ لے یہ نہیں کہ سنتیں بالکل معاف ہوں، علامہ شامی لکھتے ہیں:۔

انه یترکها وقت اشغاله بالا فتاء لاجل حاجة الناس المجتمعین علیه وینبغی انه یصلیها اذا فرغ فی الوقت.

(ردالمحتار جلد نمبر ۱ ص ۶۳۲)

علماء تو سنت غیر موکدہ کی تعریف میں بھی لکھتے ہیں:

"سنت غیر موکدہ وہ کہ نظر شرع میں ایسی مطلوب ہو کہ اس کے ترک کو ناپسند رکھے۔" (بہار شریعت حصہ دوم ص ۸)

جب آپ نے نفل چھوڑ دیئے تو ظاہر ہے کہ تہجد بھی نہ پڑھتے ہوں گے، مولانا ابوالبرکات سید احمد نے ایک مجلس میں فرمایا تھا کہ ان کی طرف سے لال خاں تہجد پڑھتا تھا

اور وہ اس کے پڑھنے کو اپنے لئے کافی وافی سمجھتے تھے۔

ان حالات میں آپ کے خلفاء کثرت سے یہ پراپیگنڈہ کرتے ہیں کہ نماز تہجد ہر شخص کے لئے سنت نہیں پوری قوم کے لئے اعتکاف کی طرح سنت کفایہ ہے کچھ لوگ پڑھ لیں تو باقی سب کی طرف سے ادا سمجھی جائے۔ اس اصول پر لعل خاں آپ کی طرف سے تہجد پڑھتا تھا۔

## نماز تہجد سنت کفایہ:

مولانا احمد رضا خاں کے خلیفہ خاص مفتی احمد یار گجراتی لکھتے ہیں:

"صحیح یہ ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم پر نماز تہجد فرض تھی حضورؐ کی اُمت پر سنتِ موکدہ علی الکفایہ ہے۔" (نور العرفان ص ۴۶۲)

## امامت کے بعد جگہ بدل کر سنتیں پڑھنا:

آپ نے بارہا دیکھا ہوگا کہ امام نماز پڑھانے کے بعد عموماً جگہ بدل کر سنتیں پڑھتے ہیں۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ جس جگہ آدمی سجدہ کرتا ہے قیامت کے دن وہ جگہ اس پر گواہی دے گی تو جس کے سجدے کی جگہیں جتنی زیادہ ہوں گی اتنی ہی اس کے لئے زیادتی رحمت ہوگی۔ اسی طرح مقتدیوں کے لئے بھی یہی بہتر ہے کہ وہ فرضوں کے بعد جگہ بدل کر سنتیں پڑھیں۔ حضرت شیخ عبد القادر جیلانیؒ لکھتے ہیں:

"نماز پڑھ چکنے کے بعد امام کو اپنی جگہ پر دیر تک بیٹھنا جائز نہیں بلکہ محراب کے گوشہ میں بائیں جانب نفل ادا کرے، حضرت مغیرہ بن شعبہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ امام جس جگہ کھڑا ہو کر فرض ادا کرتا ہے اس جگہ پر نفل ادا نہیں کرنا چاہئیں۔" (غنیۃ الطالبین ص ۵۵۰)

سُنن ونوافل ادا کرنے کے لئے بالقصد اسی مصلے کی طرف جانا جہاں فرض پڑھائے



تھے یہ مولانا احمد رضا خاں کی عجیب تحقیقی منزل ہے جس کی تائید فقہ حنفی میں شامل شاید ہی کہیں ملے مگر فقہ رضویہ میں آپ اس کا نمونہ دیکھیے۔

## مصلائے امامت پر سُنن ونوافل:

مولانا عبید اللہ صاحب اعظمی مدرسہ بریلی میں مفتی کا کام کرتے تھے۔ (انہی کے فتوے مولانا احمد رضا کے نام سے شائع ہوتے تھے، یہ حضرت صاحب علم تھے مولانا احمد رضا خاں اُستاد کی طرح ان کا احترام کرتے تھے انہی کی وجہ سے مولانا احمد رضا خاں کے فتوؤں کو کچھ کچھ شہرت ملی ہے) آپ جب کارافتاء کے لئے بریلی تشریف لائے تو مولانا احمد رضا خاں نے کھڑے ہو کر ان کا استقبال کیا، مولانا خود فرماتے ہیں:۔

"اعلیٰ حضرت خود کھڑے ہو گئے اور بابِ مسجد پر مجھ کو دیکھ لیا تو مصلے سے اٹھ کر صف کے آخر میں آکر مجھ کو مصافحہ سے نوازا اس سے زیادہ کا ارادہ کیا تو میں تھرا کر گر پڑا اعلیٰ حضرت پھر مصلے پر تشریف لے گئے اور سنن ونوافل ادا فرمانے لگے۔" (المیزان احمد رضا نمبر ص ۳۶۹)

دوبارہ اسی مصلے پر جا کھڑا ہونا کیا اس لئے نہ تھا کہ کوئی اور عالم آکر اس مصلے پر قبضہ نہ کرلے؟ یہ وہ فکر ہے جس میں بہت سے دیہاتی امام مسجد مبتلا رہتے ہیں، اس تنگ نظری کا جتنا ماتم کیا جائے کم ہے۔

## جماعت میں پڑھی گئی نماز کا اعادہ:

حدیث کی رو سے امام مقتدیوں کی نماز کا الامام ضامن (صحیح مسلم شریف جلد ص) ہے اگر کسی وجہ سے امام اپنی نماز دہراتا ہے تو دہرانے میں اسے چاہئے کہ مقتدیوں کو ساتھ لے لے اگر نماز میں کوئی ضروری بات رہ گئی تھی تو مقتدیوں کی نماز کا نقصان پورا ہو جائے گا اور

کوئی سنت رہ گئی تھی تو اسی فضیلت کو مقتدی بھی پا سکیں گے یہ کیسا امام ہے کہ خود تو نماز دہرا رہا ہے اور مقتدیوں کو یکسر بھلا رہا ہے، زبانی دعوی تو یہ ہے کہ میں شیخ عبد القادر جیلانیؒ کا غلام ہوں مگر یہ نہ دیکھا کہ حضرتِ شیخ کیا فرماتے ہیں:۔

''اپنی نماز بڑی احتیاط سے ادا کرے تاکہ اس کے مقتدیوں کی نماز بھی سلامتی سے ختم ہو۔'' (غنیۃ الطالبین ص ۵۴۷)

''جناب مولوی محمد حسین صاحب میرٹھی کا بیان ہے کہ امام احمد رضا نماز میں اس قدر احتیاط اور جزائیاتِ مسائل کا ایسا اہتمام فرماتے کہ عام تو عام اکثر علماء اس پر عمل کرنا تو درکنار اس کے سمجھنے سے بھی قاصر ہیں (مضمون نگار یہ بات اپنے علماء کے بارے میں لکھ رہے معلوم ہوتے ہیں اسی سے یہ بھی ثابت ہوتا ہے کہ بریلویوں میں بھی یہی عالم سمجھے جاتے تھے باقی علماء تو اپنے اعلیٰ حضرت کو سمجھنے سے بھی قاصر تھے، کیوں نہ ہوں مسائل ہی ایسے نئے ہیں جن کو نہ علمائے اہلسنت نے اس انداز میں لکھا نہ فقہائے امت نے اس طرح سمجھا یہ ایک ہی ایسا فقیہ پیدا ہوا تھا جس نے ایسے مسائل ایجاد کیے، ظاہر ہے کہ اب علماء اس کے سمجھنے سے قاصر ہی ہوں گے)، ایک سال امام احمد رضا کی مسجد میں بیس رمضان المبارک سے میں معتکف تھا جب چھبیس (۲۶) رمضان المبارک کی تاریخ آئی تو امام احمد رضا نے بھی اعتکاف فرمالیا (یہ بات عام مسلمانوں تک کو معلوم ہے کہ رمضان شریف کا اعتکاف بیس (۲۰) رمضان سے ہی شروع ہوتا ہے، یہ ایک ہی ایسا فقیہ تھا جو چھبیس رمضان شریف سے اعتکاف کر رہا ہے، پھر کیوں علماء ان کے مسائل سمجھنے سے قاصر نہ رہیں)، قبل اعتکاف ایک دن کا واقعہ ہے کہ عصر کے وقت حضور امام احمد رضا تشریف لائے اور نماز پڑھا کر



تشریف لے گئے۔ میں مسجد کے اندر کونے میں چلا گیا تھوڑی دیر میں ایک صاحب آئے اور مجھ سے کہنے لگے کیا آپ نے ابھی عصر کی نماز نہیں پڑھی ہے؟ میں نے کہا ابھی حضور کے پیچھے پڑھی ہے، تو ان صاحب نے کہا حضور تو اب پڑھ رہے ہیں، میں نے بھی سنا تو نہایت تعجب کیا اور یقین نہ ہوا اس لئے کہ نماز عصر کے بعد کوئی نماز داخل نہیں اور امام احمد رضا نے ہم لوگوں کے سامنے نماز پڑھی اور پڑھائی ہے اور ابھی مغرب کا وقت نہیں پھر اگر کوئی غلطی ہو گئی ہوتی تو سب کو اعادہ کا حکم فرماتے، غرض مجھ کو بڑی حیرت ہوئی، انہوں نے پھر کہا دیکھ لیجئے پڑھ رہے ہیں۔ تب میں نے آگے بڑھ کر دیکھا تو واقعی نماز پڑھ رہے تھے۔ منتظر کھڑا رہا جب سلام پھیرا تو میں نے عرض کیا حضور میری سمجھ میں نہیں آیا کہ ابھی نماز پڑھائی ہے اور پھر پڑھ رہے ہیں۔ نوافل کا بھی اس وقت سوال نہیں، تو امام احمد رضا نے ارشاد فرمایا کہ قعدۂ اخیرہ میں بعد تشہد حرکتِ نفس سے میرے انگرکھے کا بند ٹوٹ گیا تھا، چونکہ نماز تشہد پر ختم ہو جاتی ہے اس وجہ سے آپ لوگوں سے نہیں کہا اور گھر جا کر بند درست کرا کر اپنی نماز احتیاطاً پھر سے پڑھ لی۔'' (المیزان احمد رضا نمبر ۲۳۴)

اس وقت یہ زیر بحث نہیں کہ خاں صاحب کو نماز میں حرکتِ نفس اتنے زور سے کیسے ہوئی کہ انگرکھے کا بند ہی ٹوٹ گیا؟ نماز بھی کون سی؟ رمضان المبارک کی اور وہ بھی آخری عشرے کی اور اعتکاف کی حالت میں (سونے پر سہاگہ ہے) حرکتِ نفس کے لیے کیا یہ نماز کا موقعہ ہی رہ گیا تھا؟

خیر ان باتوں کو چھوڑیئے اس پر غور کیجئے کہ اگر انہوں نے نماز کا اعادہ کیا ہی تھا تو کہیں چھپ کر نماز کیوں نہ ادا کی خواہ مخواہ دوسروں کو اپنے بارے میں شبہ میں مبتلا کیا، یہ کون سی دینی

خدمت تھی؟ کیا مواضع تہمت سے بچنا مسلمانوں کے ذمہ نہیں؟ بلکہ نماز میں حرکتِ نفس کے جملہ دواعی سے بچنا چاہئے، بیگانہ عورتوں کی طرف نظر بلکہ دھیان بھی ناجائز ہے۔"

## نماز میں بیگانہ عورت کی طرف نظر:

نماز میں توجہ ہمہ تن خدا کی طرف ہونی چاہئے گویا نمازی خدا کو دیکھ رہا ہے مگر مولانا احمد رضا خاں کا ہدف نظر ملاحظہ ہو:

نماز میں اگر بیگانہ عورت کی شرمگاہ پر نظر پڑ جب بھی نماز و وضو میں خلل نہیں۔ (فتاویٰ رضویہ جلد ۱ ص ۷۵)

یہ بالکل غلط ہے خلل کیوں نہیں سارا خشوع وخضوع جاتا رہتا ہے اگر قصداً کرے تو یہ نماز سے کھلا مذاق اور تلعب بالدین ہے جس پر کفر کا اندیشہ ہے مگر مولانا احمد رضا خاں اسے بھی صرف مکروہ کہتے ہیں:

اگر قصداً بھی ایسا کرے تو مکروہ ضرور ہے نماز فاسد نہیں ہوتی۔ (ایضاً ص ۷۴)

قصداً غیر عورت کے چہرے پر نظر کرنا تو حرام ٹھہرے مگر اس کی شرمگاہ پر نظر کرنا صرف مکروہ ہو۔ عجیب رضا خانی فقہ ہے۔

## نماز غوثیہ:

اور نمازیں جیسے نمازِ تہجد، نماز تراویح، نماز اشراق، نماز عید وغیرہ تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے ہی مشروع چلی آتی ہیں، آپؐ کے بعد جتنے بزرگ آئے کسی نے کوئی نئی نماز نہیں نکالی، جب مولانا احمد رضا خاں صاحب کا دور آیا تو آپ نے ایک نئی نماز "نماز غوثیہ" ایجاد فرمائی جس کا طریق ادا ملاحظہ کیجئے:۔

ترکیب: دو رکعت نفل، پھر نبیؐ پر گیارہ بار درود وسلام عرض کرے اور



گیارہ بار کہے یا رسول اللہ یا نبی اللہ اغثنی ...... پھر عراق کی جانب گیارہ قدم چلے ہر قدم پر کہے یا غوث الثقلین و یا کریم الطرفین اغثنی۔ (نماز غوثیہ۔ بہار شریعت حصہ ۴ ص ۳۰)

## مسجد میں تعویذ لکھنا:

ان دینی تحریفات کے باوجود مولانا احمد رضا خاں مسجد کا بہت احترام کرتے تھے بریلوی مولوی جس طرح آج مسجدوں میں تعویذ لکھتے ہیں خاں صاحب کے زمانے میں اس کا رواج نہ تھا، آپ اس فتوے کو غور سے پڑھیں تعویذ لکھنے پر اگر یہ لوگ فیس وصول کریں تو وہ مسجد کے حجرے بھی اس کام کے لئے استعمال نہیں کر سکتے، مولانا لکھتے ہیں:۔

"عوض مالی پر تعویذ دینا مبیع ہے اور مسجد میں بیع و شراء ناجائز ہے اور حجرہ فنائے مسجد ہے اور فنائے مسجد کے لئے حکم مسجد۔" (فتاویٰ رضویہ جلد ۳ ص ۶۱۷)

## مسجد میں سونا:

صحیح مسلم میں ہے کہ حضرت سعد رضی اللہ عنہ جنگ خندق میں زخمی ہو گئے تھے تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کا خیمہ مسجد میں ہی لگوا دیا تھا اور وہیں ان کی عیادت کرتے رہے، اس حدیث پر امام نوویؒ لکھتے ہیں:۔

فیہ جواز النوم فی المسجد وجواز مکث المریض فیہ وان کان جریحاً۔ (صحیح مسلم جلد ۲ ص ۹۵)

ترجمہ: اس واقعہ میں مسجد میں سونے کا جواز ملتا ہے اور اس بات کا بھی جواز ملتا ہے کہ مریض مسجد میں ٹھہر سکتا ہے گو زخمی ہی ہو۔ حضرت عبداللہ بن عمرؓ کہتے ہیں:

مولانا احمد رضا خاں اور ان کے پیروکار گو اس تبلیغی محنت کے حامی نہ تھے جو آج دنیا کے ہر ملک کے چپے چپے اور گوشے گوشے میں کی جارہی ہے مگر آپ نے ان چند قیود کے ساتھ مسجدوں میں سونے کی اجازت پھر بھی دے دی:۔

''اگر مسجد میں قیام کرے سونے کھانے سے کچھ پہلے اعتکاف کی نیت کرکے کچھ ذکر الٰہی کرکے کھائے۔ سوئے کہ مسجد میں کھانا، سونا معتکف کو بلا خلاف جائز ہے۔'' (فتاوی رضویہ جلد ۳ ص ۶۲۰)

مولانا احمد رضا خاں اسی پر مطمئن اور چین سے بیٹھنے والے نہ تھے آپ ہر اس محنت سے راضی نہ تھے جو راہِ حق میں کی جارہی ہو انہیں معلوم تھا کہ جماعت والے ہمیشہ ذکر الٰہی کرکے ہی مسجدوں میں سوتے ہیں اور اعتکاف کی نیت کرتے ہیں، آخر دل کی بھڑاس اس طرح نکالی کہ جماعت پر برس پڑے:

''سوائے حالتِ اعتکاف مسجد میں سونا یا کھانا دونوں مکروہ ہیں خاص کر ایک جماعت کے ساتھ کہ مکروہ فعل کا اور لوگوں کو بھی اس میں مرتکب بنانا ہے۔''

(ایضاً ص ۶۱۸۔ حضرت عبداللہ بن عمرؓ کہتے ہیں: کنا ننام فی المسجد علی عہد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم۔ ابن ماجہ ص ۵۴۔)



# کتاب الجنائز

اسلام کی بنیادی تعلیمات میں سے ہے کہ مسلمان میتوں کو پورے عزت و اکرام کے ساتھ رخصت کریں مسلمان میت کی نماز جنازہ قوم پر فرض کفایہ ہے نماز بھی وہ پڑھائے جس میں امامت کی شان ہو مگر مولانا احمد رضا خاں کے نزدیک اکابر اولیاء کرام کی موجودگی میں بھی وہ شخص نماز پڑھا سکتا ہے جسے ہر شہر کے بچے چپتیں لگاتے ہوں۔

## اہل محبت کی نماز جنازہ:

مولانا نے ایک مرتبہ میلاد النبیؐ پر تقریر کرتے ہوئے فرمایا:

''سیدی عمر بن فارض رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے جنگل میں ایک جنازہ دیکھا اکابر اولیاء جمع ہیں مگر نماز نہیں ہوتی انہوں نے تاخیر کا سبب پوچھا کہا امام کا انتظار ہے، ایک صاحب نہایت جلدی کرتے ہوئے پہاڑ سے اُترے دکھائی دیئے جب قریب آئے معلوم ہوا کہ یہ وہ صاحب ہیں جن سے شہر میں لڑکے ہنستے چپتیں لگاتے ہیں، وہ امام ہوئے سب نے ان کیا قتداء کی، نماز ہی میں بکثرت سبز پرندوں کا نعش کے گرد مجمع ہوگیا، جب نماز ختم ہوئی نعش کو اپنی منقاروں میں لے کر آسمان پر اُڑے چلے گئے انہوں نے پوچھا یہ اہلِ محبت ہیں ان کی میت بھی زمین پر رہنے نہیں پاتی۔'' (سوانح اعلیٰ حضرت ص ۱۱۴)

کیا شیخ عبدالقادر جیلانیؒ، حضرت شیخ علی ہجویریؒ، حضرت خواجہ معین الدین اجمیریؒ،

امام ربانی حضرت مجدد الف ثانیؒ، حضرت شیخ احمد سرہندیؒ اور حضرت امام شاہ ولی اللہ محدث دہلویؒ اہل محبت میں سے نہ تھے؟ کیا ان کے ابدانِ کریمہ ان سب کے مزارات سے اُٹھ چکے ہیں؟ اور کیا ان اولیاء اللہ کی بھی نماز جنازہ اسی قسم کے لوگوں نے پڑھائی تھی جن پر گاؤں کے بچے پھبتیاں کستے ہوں۔ آخر کچھ تو سوچو۔

## اذان بوقتِ دفن:

آپ حضرات نے نماز جنازہ کے لئے اذان کہیں نہ سنی ہو گی مگر مولانا احمد رضا خاں صاحب دفن کے وقت اذان کی بہت تاکید کرتے تھے اور اس کی وجہ یہ بیان کرتے تھے کہ ''تاکہ میت کا نئے مکان میں دل لگ جائے......'' مولانا احمد رضا خاں نے وصیت فرمائی۔

''حامد رضا خاں سات مرتبہ اذان دیں تلقین کرنے والے قبر کے مواجہہ تین بار تلقین کریں...... تاکہ اس نئے مکان میں دل لگ جائے۔''

(المیزان احمد رضا نمبر ص ۳۶۳)

علامہ شامیؒ نقل فرماتے ہیں:

لایسن الاذان عندادخال المیت فی قبرہ کماھو المعتاد الان وقد صرح ابن حجر فی فتاواہ بانہ بدعة وقال ومن ظنّ انہ سنة قیاساً علیٰ ندبھما للمولود لخاتمة الامر بابتدائہ فلم یصب۔ (ردالمختار جلد اول ص ۸۳۷)

ترجمہ: میت کو قبر میں اتارتے وقت اذان کہنا جیسا کہ آج کل عادت ہو چکی ہے مسنون نہیں ہے (اہل سنت کا طریقہ نہیں) اور ابن حجر نے فتاویٰ میں تصریح کی ہے کہ یہ بدعت ہے (یہ اذان کہنا اہلِ بدعت کا



طریقہ ہے) اور اس نے کہا ہے کہ جس نے اسے خاتمہ کو ابتداء سے ملحق کرتے ہوئے بچے کے لئے اذان کہنے پر قیاس کر کے اسے سنت کہا اس نے اس طرح صحیح نہیں کہا۔

مولانا احمد رضا خاں محض اس لئے کہ کسی طرح اس نئے مکان میں دل لگ جائے فقہاء احناف کے خلاف عوام کو بدگمان رکھتے تھے۔ انہیں کھلے بندوں بدمذہب کہتے تھے۔

''مذہب حنفیہ میں معتزلہ بکثرت پیدا ہوئے ہیں۔''

(فتاویٰ رضویہ جلد ۴ ص ۳۶۱)

اب جو حنفی ان بدعتیوں کو آڑے آئے یہ جھٹ کہہ دیتے ہیں:-

''معتزلی حنفیت جتاتے ہیں۔'' (ایضاً ص ۲۹۰)

اس طرح بریلوی حنفیوں کے خلاف برابر مصروف کار رہتے ہیں اور انہیں فقہاء سے بدظن رکھتے ہیں۔

## دفن کے بعد کے اعمال:

دفن کے بعد قبر میں جو مرنے والے پر گزر رہی ہے اُسے تو وہی جانتا ہے کہ وہ پکڑ میں ہے یا اس کا دل لگ گیا ہے لیکن جہاں تک باہر کا تعلق ہے بریلوی اسے بڑا بارونق رکھنے کی کوشش کرتے ہیں اور اعتقاد رکھتے ہیں کہ اس سے میت کا دل قبر میں بہت مسرور ہوتا ہے۔ مولانا احمد رضا خاں نے وصیت فرمائی:-

''ڈیڑھ گھنٹہ تک قبر پر مواجہہ میں درود شریف بآواز بلند پڑھا جائے اور ممکن ہو سکے تو تین شبانہ روز تک بآواز بلند قرآنِ پاک اور درود شریف پڑھوائے جائیں۔''

پڑھوائے جائیں کا مطلب اس کے سوا اور کیا ہو سکتا ہے کہ ایسے پڑھنے والے مولانا کی

قبر پر تین دن تک ٹھہرائے جائیں اور اُن کو ان کی محنت کا معاوضہ دے کر یہاں رکھا جائے اب آپ ہی غور کریں کہ جو قرآن کریم اُجرت دے کر پڑھوایا جائے اس پر پڑھنے والے کو کیا ثواب ہوگا اور جب پڑھنے والے کو ہی ثواب نہیں تو اس کا ایصال (مرحوم کو پہنچانا) کیسے ہوگا؟

بریلوی اس کے جواب میں کہتے ہیں کہ یہ پڑھنا ایصالِ ثواب کے لئے نہیں محض اس لئے ہے کہ میت کا اس نئے مکان میں دل لگ جائے، مگر اُن کا یہ جواب صحیح نہیں فقہاء احناف کے نزدیک ایسے پڑھنے والے اور پڑھانے والے سب گناہ گار ہوں گے۔

## قبر کے سوالات سریانی میں:

حدیث میں ہے میت سے قبر میں سوال کیا جاتا ہے کہ تیرا رب کون ہے؟ تیرا نبی کون ہے تیرا دین کیا ہے؟ حضرت براء بن عازب رضی اللہ عنہ ایک طویل حدیث میں حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد مبارک نقل فرماتے ہیں:۔

فیقولان له من ربك فیقول ربی الله فیقولون له ما دینك فیقول دینی الاسلام فیقولان له ماهذا الرجل الذی بعث فیكم فیقول هو رسول الله صلی الله علیه وسلم۔

(الحدیث) (مشکوٰۃ شریف ص ۱۴۲)

ترجمہ: سو فرشتے اس سے پوچھتے ہیں تیرا رب کون ہے وہ کہتا ہے میرا رب اللہ ہے پھر وہ پوچھتے ہیں تیرا دین کیا ہے وہ کہتا ہے میرا دین اسلام ہے پھر وہ پوچھتے ہیں یہ شخص کون ہے جو تم میں مبعوث کیا گیا وہ کہتا ہے کہ آپ اللہ کے رسول ہیں (صلی اللہ علیہ وسلم)

مگر مولانا احمد رضا خاں صاحب فرماتے ہیں کہ سوالات سریانی میں ہوں گے جب دین کے جملہ امور عربی زبان میں ہیں تو کیا ضرورت لاحق ہوئی کہ آخرت کی پہلی منزل پر ہی



سرکاری زبان بدل گئی، یہ عربی سے دور کرنے کی تلقین تو نہیں؟ جس کی طرف مولانا رہنمائی کر رہے ہیں، بہرحال مولانا لکھتے ہیں:۔

''حضرت سیدی عبدالعزیز دباغ رضی اللہ تعالیٰ عنہ صاحب کتاب ابریز کے شیخ فرماتے ہیں کہ مُنکر نکیر کا سوال سریانی میں ہوگا۔''

(ماہنامہ ''المیزان'' احمد رضا نمبر ص ۱۷۲)

سوالات سریانی میں ہوں یا عربی میں، سوچنے کی بات یہ ہے کہ میت کو ان سوالوں کا جواب خود دینا پڑے گا یا ان کا جواب دینے کے لئے وہاں اس کا پیر پہنچے گا؟ دیکھئے مریدوں کو خوش کرنے کے لئے پیروں نے یہ ذمہ داری کس طرح خود لے رکھی ہے:۔

## پیر کی آمد مرید کی قبر میں:

''جان لو اپنا شیخ جس کے ہاتھ میں اپنا ہاتھ دیا ہے مرنے کے بعد قبر میں آجاتا ہے اور اپنے مرید کی طرف سے فرشتوں کو حق کے مطابق جواب دیتا ہے اور اسے نجات دلاتا ہے پس ہر شخص کے لئے ضروری ہے کہ شیخ کامل کو پکڑیں۔'' (فیوضاتِ فریدیہ ص ۲۰)

## قبر میں طاق بنا کر شجرہ رکھ دو:

بریلویوں کے ہاں سوال اٹھا کہ اگر پیر کو بھی صحیح جواب نہ آتا ہو تو وہ کیا کرے، اس پر طے ہوا کہ قبر میں طاق بنا کر اس میں شجرہ رکھ دیا جائے اور وہ سرہانے کی طرف رکھا جائے تاکہ منکر نکیر جب پائنتی کی طرف سے آئیں تو خود ہی اسے پڑھ لیں پھر اس کا چنداں امتحان نہ ہو، مولانا احمد رضا خاں لکھتے ہیں:۔

''(شجرہ طیبہ) قبر میں طاق بنا کر خواہ سرہانے کہ نکیرین پائنتی کی

طرف سے آتے ہیں ان کے پیش نظر ہو۔"

(فتاویٰ رضویہ جلد ۴ ص ۱۳۷)

غور کیجئے فرشتوں کو پڑھانے یا ٹرخانے کی کیا خوب صورت نکالی ہے۔

## حضور صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی آمد ہر مسلمان کی قبر میں:

کئی بریلوی کہتے ہیں کہ پیر نہیں حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم ہر قبر میں تشریف لاتے ہیں مولانا احمد رضا خاں فرماتے ہیں کہ یہ کوئی پختہ بات نہیں وہ کہتے ہیں کہ شریعت نے اس کی تفصیل نہیں بتائی:

"نہ معلوم کہ سرکار خود تشریف لے جاتے ہیں یا روضہ مقدسہ سے پردہ اٹھا دیا جاتا ہے۔ شریعت نے کچھ تفصیل نہیں بتائی اور چونکہ امتحان کا وقت ہے اس لئے ھذا النبی نہ کہیں گے ھذا الرجل کہیں گے۔"

(ملفوظات حصہ چہارم ص ۶۹)

## عورتوں کا قبر پر آنا:

عام طور پر دیکھا گیا ہے کہ اولیاء اللہ کی قبروں پر جمعرات، عرسوں اور دوسرے موقعوں پر اتنے مرد نہیں جاتے جتنی عورتیں بن ٹھن کر وہاں حاضری دیتی ہیں پھر ان کے چاہنے اور ملنے والے بھی اُن کی ان رونقوں میں اور اضافہ کرتے ہیں یہاں تک کہ کھوے سے کھوا چلتا ہے اور ہر کسی کو فیض و تبرک ملتا ہے۔

اس صورت حال میں یہ سوال ہر ذہن میں ابھرتا ہے کہ مسلمانوں کی روحانی مجالس کیا انہی رنگ رلیوں کے لئے تھیں یا غلط قسم کی دینی راہنمائی نے قوم کو اس دہانے پر لا کھڑا کیا ہے؟

مسئلے کا یہ حل نہیں کہ جو شخص اس قسم کی خرافات پر تنقید کرے اس کو وہابی کہہ کر خاموش کر



دیا جائے بلکہ یہ کہا جائے کہ عورتوں کا مزاراتِ مقدسہ پر آنا اور محفلوں کی زینت بننا یکسر بند کر دیا جائے..... مولانا احمد رضا خاں نے آخری عمر میں صاف کہہ دیا تھا:۔

"عورتوں کو مزاراتِ اولیاء و مقابر عوام دونوں پر جانے کی ممانعت ہے۔" (احکام شریعت حصہ دوم ص ۱۵۵)

آپ یہ بھی لکھتے ہیں:۔

"جس وقت گھر سے ارادہ کرتی ہے لعنت شروع ہو جاتی ہے اور جب تک واپس آتی ہے ملائکہ لعنت کرتے رہتے ہیں، سوائے روضہ انور کے اور کسی مزار پر جانے کی اجازت نہیں۔" (ملفوظات حصہ دوم ص ۱۱۰)

اور ایک مقام پر لکھتے ہیں:۔

"خبردار جب وہ جانے کا ارادہ کرتی ہے اللہ اور فرشتے اس پر لعنت کرتے ہیں اور جب گھر سے چلتی ہے سب طرف سے شیطان اسے گھیر لیتے ہیں اور جب قبر پر آتی ہے میت کی روح اسے لعنت کرتی ہے اور جب پلٹتی ہے اللہ کی لعنت کے ساتھ پھرتی ہے۔" (فتاویٰ افریقہ ص ۸۲)

اس فتوے کے بعد مولانا احمد رضا خاں پر بھی ایسا وقت آیا کہ انہیں بھی عرسوں کا اہتمام کرنے والے مجاور برملا وہابی کہنے لگے، وفات سے چند برس پہلے مولانا احمد رضا خاں صاحب کے ساتھ کلیر شریف عرس کے موقع پر کیا کچھ نہ ہوا؟ عرسوں اور میلوں کے موقعوں پر مولانا کے اس فتوے کو اب بھی وہابیوں کا فتویٰ کہا جاتا ہے۔ فاعتبروا یا اولی الابصار۔

مولانا احمد رضا خاں پر اس قسم کے لوگ کس طرح برستے رہے، اس سلسلہ میں مولانا احمد رضا خاں لکھتے ہیں:۔

"وہ ابلیسی مسخرے کہ علمائے دین پر ہنستے اور ان کے احکام کو لغو سمجھتے

ہیں انہیں میں ہیں وہ جھوٹ مدعیان فقر میں جو کہتے ہیں کہ عالموں اور
فقیروں کی سدا سے ہوتی آئی ہے یہاں تک کہ بعض خبیثوں صاحب
سجادہ بلکہ قطب وقت بننے والوں کو یہ لفظ کہتے سنا کہ عالم کون ہے، سب
پنڈت ہیں۔'' (ایضاً ص ۱۵۲)

ان لوگوں نے مولانا احمد رضا خاں کے عالم ہونے سے بھی انکار کر دیا اور کہہ دیا کہ یہ بھی پنڈت ہیں، یہ غصہ کس بات کا نکالا جا رہا ہے؟ شاید اس بات کا ہوگا کہ مولانا نے عورتوں کو قبروں پر آنے سے کیوں روک دیا۔

مولانا احمد رضا خاں صاحب پر ان لوگوں نے کن وجوہ سے پنڈت ہونے کا الزام لگایا؟ یہ ایک علیحدہ موضوع ہے، تفصیل کا یہاں موقع نہیں، یہ مخالفت صرف اسی بات پر نہیں ہو سکتی کہ آپ نے عورتوں کو عرسوں پر آنے سے کیوں روکا تھا اس لئے کہ پنڈت عورتوں کو مندروں اور مرگھٹوں میں آنے سے کبھی نہیں روکتے، سو وجہ تشبیہ یہ روکنا نہیں ہو سکتی، یہ کچھ اور عوامل تھے جن کی وجہ سے ان سجادہ نشینوں نے علماء پر پنڈت ہونے کے آوازے کسے اور مولانا احمد رضا خاں نے جواب آں غزل کے طور پر ان سب سجادہ نشینوں کو خبیث کہا۔

اس وقت ہمیں ان خبیثوں اور پنڈتوں میں موازنہ نہیں کرنا بتلانا صرف یہ ہے کہ بریلوی عورتیں جس طرح آج کل عرسوں اور میلوں کی زینت بنتی ہیں مولانا احمد رضا خاں کے نزدیک وہ سب خبیثات میں داخل اور لعنتِ کبریا اور لعنت اولیاء کی حامل ہیں۔ اعاذنا اللہ منہا۔



# کتاب الزکوٰۃ

اسلام مطالبہ کرتا ہے کہ ہر مسلمان اگر وہ صاحب نصاب ہے تو سال گزرنے پر اپنے جمع شدہ مال پر زکوٰۃ دے، سو جو شخص اپنے کمائے ہوئے مال سے زکوٰۃ ادا کرتا ہے کبھی نہیں ہو سکتا کہ وہ کسی دوسرے کے مال پر نظر رکھے، سود خور دوسرے کے مال پر نظر رکھتا ہے حالانکہ سود بالاتفاق حرام ہے۔

انگریزی دور میں جب نوٹ چلے اور دولت سونے چاندی کے سکوں کی بجائے کاغذ کے قالب میں آنے لگے تو مولانا احمد رضا خاں صاحب نے فتویٰ دیا کہ نوٹ کاغذ کے بنے ہوتے ہیں اور کاغذ پر زکوٰۃ نہیں ہے جب ہم کسی سے نوٹ لیتے ہیں تو ہم نوٹ خریدتے ہیں نوٹ مالی تمسک نہیں ہے بلکہ ایک قطعہ کاغذ ہے جس کی کوئی بھی قیمت ٹھہرائی جا سکتی ہے جو فریقین میں طے ہو جائے، سود جائز کرنے کی اس سے بہتر اور کیا صورت ہو سکتی تھی؟ یہ بات ہم سب کے سوچنے کی ہے، علماء حق نے اس کے خلاف آواز اٹھائی مگر مولانا احمد رضا خاں ان کے بھی خلاف ہو گئے اور حرام مال کھانے کا یہ دروازہ برابر کھلا رکھا۔ مولانا احمد رضا خاں کے اس فیصلے کا اشتہار جو مولانا ابوالبرکات کے قلم سے شائع ہوا اُس کی نقل حسب ذیل ہے:۔

''نوٹ کے جملہ مسائل کہ جائز طور پر خاطر خواہ نفع حاصل کرو اور سود نہ ہو نیز گنگوہی اور مولوی لکھنوی کے فتویٰ کا رد۔'' (ملاحظہ ہو حسام الحرمین مطبوعہ حزب الاحناف لاہور کا آخری صفحہ...... اشتہار کفل الفقیہ الفاہم)

## مولانا احمد رضا خاں صاحب کا فتویٰ:

"ہم فتح القدیر سے بیان کر آئے ہیں کہ کاغذ کا ایک ٹکڑا ہزار کو بک سکتا ہے اور اس کے لئے صرف اتنا درکار ہے کہ بائع اور مشتری دونوں اس پر راضی ہوں، تو اس کا کیا کہنا جس پر گروہ کے گروہ راضی ہوں اور ان قطعوں کی قیمتیں اپنی اصطلاح میں ٹھہرالیں۔"

(کفل الفقیہ ص ۷ انوری کتب خانہ لاہور)

پھر بڑے طمطراق سے لکھتے ہیں:۔

"اب تو کہہ دیجئے سو کا نوٹ دو سو کو بیچنا ایسا جائز ہے جس میں کراہت بھی نہیں۔" (ایضاً ص ۱۶۴)

سود کے استعماری نظام میں سود کو حلال کرنے والی اس سے آسان صورت شاید ہی کسی سود خوار نے تجویز کی ہو۔

جب نوٹ مال نہیں اور اس پر زکوٰۃ نہیں تو جتنے نوٹ چاہے رکھو ایک پیسہ بھی زکوٰۃ نہ پڑے گی۔

## مولانا احمد رضا خاں کا اپنا عمل:

ایک دفعہ آپ نے فرمایا میں نے کبھی ایک پیسہ زکوٰۃ نہیں دیا۔

(المیزان احمد رضا نمبر ص ۳۴۶)

مولانا احمد رضا خاں کی اصل غرض حضرت مولانا رشید احمد گنگوہی کی مخالفت تھی جو نوٹوں پر زکوٰۃ لازم قرار دیتے تھے۔ حضرت گنگوہی لکھتے ہیں:۔

نوٹ وثیقہ اس روپے کا ہے جو خزانہ حاکم میں داخل کیا گیا ہے۔ مثل تمسک



کے۔ اس واسطے کہ اگر نوٹ میں نقصان آجاوے تو سرکار سے بدلا سکتے ہیں اور اگر گم ہو جائے تو بشرط ثبوت اس کا بدل لے سکتے ہیں۔ اگر نوٹ مبیع ہوتا تو ہرگز مبادلہ نہیں ہو سکتا تھا...... نوٹ تمسک ہے اس پر زکوٰۃ ہوگی فقط واللہ تعالیٰ اعلم

اکثر لوگوں کو مثل آپ کے شبہہ ہو رہا ہے کہ نوٹ مبیع سمجھ کر زکوٰۃ نہیں دیتے اور (اس کے) کاغذ کو مبیع سمجھ رہے ہیں سخت غلطی ہے۔

(فتاوے رشیدیہ ص ۴۳۹)

......☆......

# کتاب الحج والزیارۃ

اللہ تعالیٰ نے اپنے پاک گھر کا قصد کرنا ہر اس شخص کے ذمہ عائد کیا جو وہاں جانے کی استطاعت رکھتا ہو۔ قرآن کریم میں ہے:

وللہ علی الناس حج البیت من استطاع الیہ سبیلا۔

ترجمہ: اور لوگوں کے ذمہ ہے بیت اللہ کا حج جو وہاں تک جانے کی طاقت رکھتے ہوں۔ (پ آل عمران ع ۱۰)

جب آل سعود حجاز پر قابض ہوئے تو مولانا حامد رضا خاں بریلوی نے فتوے جاری کیا کہ حجاز پر وہابیوں کا قبضہ ہوگیا ہے۔ وہابی کافر ہیں اور کافروں کی قیادت میں حج کیسا؟ حج کی تاریخ بھی تو یہی طے کرتے ہیں۔ مولانا ابو البرکات سید احمد اپنے حضرت کے اس فتوے پر اس قدر کاربند رہے کہ آپ نے تازیست حج کرنا تو ایک طرف رہا کبھی اس کا قصد بھی نہ فرمایا۔ انہوں نے یہ پسند نہ کیا کہ وہاں جا کر جماعت سے نماز نہ پڑھیں۔

## مکہ اور مدینہ پر کفار کا قبضہ:

مسلمانوں کا یہی عقیدہ ہے کہ مکہ مکرمہ اور مدینہ منورہ دونوں شہر مرکز اسلام ہیں ان پر اب قیامت تک کفر کا قبضہ نہیں ہوسکتا۔ شیخ محمد بن عبد الوہاب سے مسائل میں کتنا ہی اختلاف کیوں نہ ہو۔ وہ اور ان کے پیرو مسلمان ہی شمار ہوں گے ورنہ یہ لوگ مکہ اور مدینہ پر کیسے قابض رہ سکتے تھے۔ یہ اسلام کا اعجاز ہے کہ وہاں قیامت تک کافروں کا قبضہ نہیں ہوسکتا۔

مگر مولانا احمد رضا خاں کے نزدیک وہاں پر قبضہ کفار ممکن ہے۔ اس سے سوال کیا گیا۔



مسئلہ: اگر ہجرت میں یہ نیت کرے کہ جب تک بیت اللہ شریف اور مدینہ منورہ پر کفار کا قبضہ ہے اتنی مدت اپنے وطن میں واپس نہ آئے گا۔ ایسی نیت اس کی درست ہوگی یا نہیں؟

جواب: زید کے بالائی خیالات سب صحیح ہیں۔

(احکام شریعت حصہ دوم ص ۱۴۷)

اس کا مطلب اس کے سوا کیا سمجھا جا سکتا ہے کہ خاں صاحب کے نزدیک مکہ اور مدینہ پر کفار کا قبضہ ہوسکتا ہے؟ حالانکہ فتح مکہ کے دن کفر وہاں سے دائمی طور پر نکل گیا تھا۔ اسی لئے تو حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے صاف فرما دیا تھا کہ فتح مکہ کے بعد مکہ سے کبھی ہجرت نہ ہوگی۔ لاہجرۃ بعد فتح۔ (صحیح بخاری جلد ۴ ص ۱۸، ۲۹ جلد ۵ ص ۹۲)۔ معلوم نہیں خاں صاحب مکہ سے ہجرت کرنے کے خیالات کو کیسے صحیح فرما رہے ہیں۔ فتح مکہ کے دن حق کا غلبہ وہاں ہمیشہ کے لئے ہوا تھا۔ قرآن کریم میں ہے: قل جاء الحق وزھق الباطل ان الباطل کان زھوقا۔ (پ ۱۵۔ سورہ بنی اسرائیل)

ترجمہ: آپ کہہ دیں حق آگیا اور باطل چلا گیا اور باطل ہے ہی مٹنے کے لئے۔

## حرم میں ارادہ گناہ پر پکڑ:

مسئلہ یہی ہے کہ مسلمان نیکی کا ارادہ کرے تو اسی وقت سے اس کے لئے اجر شروع ہو جاتا ہے لیکن برائی پر اسے اس وقت تک پکڑ نہیں ہوتی جب تک وہ اسے عمل میں نہ لے آئے۔ حضور کا ارشاد ہے اللہ تعالیٰ نے میری امت سے درگزر فرمائی جب تک کہ وہ اپنے غلط

خیال کو عمل میں نہ لائیں اس پر علماء فرماتے ہیں:

ان العبد لا یواخذ ما لم یعمل وان هم بمعصیة۔

(لمعات التنقیح جلد ا ص ۱۲۹)

ترجمہ: بے شک بندہ گناہ کے ارادے پر اس وقت تک نہیں پکڑا جاتا جب تک اسے عمل میں نہ لے آئے۔

ہاں پختہ ارادہ کرے جسے عزم کہا جاتا ہے تو بے شک اس پر کسی درجے میں پکڑ ہے مگر مولانا احمد رضا خاں صاحب فرماتے ہیں کہ حرم میں محض ارادۂ گناہ پر بھی انسان گرفت میں آجاتا ہے یہ تخصیص آپ نے کہاں سے لی۔ یہ اس وقت زیر بحث نہیں تاہم اس باب میں آپ لکھتے ہیں:۔

''حرم وہ جگہ ہے جہاں گناہ کے ارادے پر پکڑا جاتا ہے اور ایک گناہ لاکھ گناہ کے برابر ٹھہرتا ہے۔'' (فتاوی رضویہ جلد ۴ ص ۷۰۹)

یہ تو خاں صاحب کو یاد رہا اور یہ یاد نہ رہا کہ وہاں ایک نماز لاکھ نمازوں کا ثواب رکھتی ہے۔ معلوم ہوا کہ مکہ اور مدینہ میں باجماعت نماز نہ پڑھنا ایک بڑی بدبختی ہے۔

## مدینہ میں ترک جماعت نہ ہو:

مولانا احمد رضا خاں کے پیرو ان دنوں جب مکہ مکرمہ اور مدینہ منورہ جاتے ہیں تو وہاں کے اماموں کے پیچھے نماز نہیں پڑھتے۔ ان مسجدوں کی فضیلت پانے کے لئے مسجدوں میں تنہا نماز پڑھ لیتے ہیں۔ وہ نہیں جانتے کہ جو ثواب ان مسجدوں کی نماز پر موجود ہے۔ وہ ان نمازوں پر ہے جو باجماعت ادا کی گئی ہوں۔

جو شخص تنہا نماز پڑھے یا کچھ لوگ کسی گھر میں باجماعت نماز پڑھ لیں تو اتنی بات پھر بھی واضح ہے کہ جمعہ جیسی مرکزی نماز انہیں حرم شریف پہنچ کر بھی اس مسجد کی نہ مل سکی۔ کس قدر



محرومیٔ قسمت ہے کہ حرم شریف پہنچ کر بھی وہ وہاں کے جمعہ سے کلیتہً محروم واپس لوٹتے ہیں۔

بہر حال مولانا لکھتے ہیں:۔

''ترک جماعت بلا عذر ہر جگہ گناہ ہے اور کئی بار ہو تو سخت حرام و گناہ کبیرہ اور یہاں تو گناہ کے علاوہ کسی سخت محرومی ہے۔ والعیاذ باللہ تعالیٰ۔

اب ان حضرات کی یہ سرگزشت بھی سنئے کہ وہاں جا کر وہاں کے اماموں کے پیچھے نماز نہیں پڑھتے ان کے مولوی محمد عمر اچھروی لکھتے ہیں:۔

''میرے ہم خیال ساتھی پچیس کی تعداد میں تھے جنہوں نے ان کے پیچھے اقتداء نہیں کی بلکہ تتبع سے ثابت ہوا کہ اکثر مقلدین علیحدہ جماعت کرواتے ہیں جیسا کہ ہمارا بھی وطیرہ رہا اور وہاں کے (بریلوی) احناف کو میں نے اپنے اپنے گھروں میں نماز گزارتے دیکھا۔ سوال کرنے پر یہی جواب ملتا تھا کہ نجدیوں کی اقتداء ہمارے علماء کے فتوے سے از روئے احادیث صحیحہ کسی صورت میں بھی جائز نہیں ہے بلکہ گناہ ہے۔'' (مقیاس الحنفیت ص ۳)

اس بیان سے بریلویوں کی تعداد کا بھی پتہ چلتا ہے۔ پاکستان کے بریلوی تو سب مولانا محمد عمر صاحب اچھروی کے ساتھ ہی تھے اور وہ کل پچیس تھے۔ دوسرے ہزارہا پاکستانی حاجی امام حرم کے پیچھے جماعت سے پڑھتے تھے۔ اب آپ ہی سوچیں اکثریت میں کون ہیں اور بریلوی تو ہزاروں میں پچیس ہی ملیں گے۔ پیش نظر

## آداب زیارت آستانہ نبویہ:

رہے کہ جو لوگ روضہ نبوی کی جالی کو چھونا اور دیواروں پر ہاتھ لگانا اپنے لئے بڑی سعادت سمجھتے ہیں۔ وہ نہیں جانتے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی شریعت نے ان باتوں سے منع

کیا ہے۔ آزاد خیال نعت خواں جالی چومنے کا مضمون ایک عجیب انداز سے باندھتے ہیں جو اس پر ذرا تنقید کرے اسے فوراً وہابی کہہ دیا جاتا ہے۔ اب یہاں بھی ایک وہابی کی سن لیجیئے:۔

خبردار جالی شریف کو بوسہ دینے یا ہاتھ لگانے سے بچو کہ خلاف ادب ہے بلکہ چار ہاتھ فاصلہ سے زیادہ قریب نہ جاؤ یہ ان کی رحمت کیا کم ہے کہ تم کو حضور بلایا اپنے مواجہہ اقدس میں جگہ بخشی۔

(فتاوے رضویہ جلد ۴ ص ۷۲۳)

یہ وہابی کون ہے جو جالی شریف کو بوسہ دینے سے منع کر رہا ہے۔ یہ وہابی مولانا احمد رضا خاں ہیں۔

علماء اسلام کہتے ہیں کہ انبیاء علیہم السلام اپنی قبور شریفہ میں مصروفِ نماز رہتے ہیں۔ (مقام حیات) مگر بریلوی زیارت کے موقع پر بھی مندرجہ ذیل عقیدہ رکھتے ہیں:۔

انبیاء علیہم السلام کی قبور مطہرہ میں ازواج مطہرات پیش کی جاتی ہیں اور وہ ان کے ساتھ شب باشی فرماتے ہیں۔

(الفوظات حصہ سوم ص ۳) معاذ اللہ۔

زیارتِ قبور مطہرہ کے وقت یہ عقیدہ پیشِ نظر ہو تو اس سے بڑھ کر بے ادبی، گستاخی کیا ہوگی اور اپنی بدبختی کیا ہوگی۔"

عورتوں کا قبروں پر جانا ویسے ہی منع ہے مگر روضۂ اقدس کی زیارت کے لئے اور صلوٰۃ وسلام عرض کرنے کے لئے وہ وہاں جا سکتی ہیں (مگر پورے آداب کے ساتھ)



# کتاب الختم والفاتحہ

شریعت میں ایصال ثواب کے لئے نہ کوئی دن مقرر ہے نہ کوئی کھانا اور نہ کوئی مقدار نہ کوئی وزن۔ اب جن لوگوں نے اپنی طرف سے دن مقرر کر لئے (جیسے تیجا، دسواں، چالیسواں، برسی وغیرہ اور کھانے کی چیزیں مقرر کر لیں کہ فلاں چیزیں ہوں (جیسے بالوشاہی، کھیر، مالیدہ) تو ان لوگوں کے ہاں یہ ضرورت بھی محسوس ہوئی کہ کوئی وزن بتا دیا جائے۔ اس سلسلہ میں مولانا احمد رضا خاں سے سوال کیا گیا جو مع جواب یہ ہے:۔

## ختم میں ستر ہزار چھوہارے:

مسئلہ: میت کے سوم کا کس قدر وزن ہونا چاہیئے؟ اگر چھوہاروں پر فاتحہ دی جائے تو ان کا کس قدر وزن ہو؟

الجواب: کوئی وزن شرعاً مقرر نہیں، اتنے ہوں جن میں ستر ہزار عدد پورا ہو جائے۔ (عرفان شریعت حصہ اول ص ۳)

سنا ہے اب بریلویوں نے چھوہاروں کے بجائے چنے ٹھہرا لئے ہیں کیونکہ وہ زیادہ جگہ نہیں گھیرتے۔ مگر اس تدبیر کا انہیں چنداں فائدہ نہ ہوا کیونکہ اس پر انہوں نے بتاشے زیادہ کر لئے اور بات وہیں کی وہیں رہی۔

ان کے ہاں چنوں کے ساتھ بتاشوں کا ذکر بھی آتا ہے۔ عرفان شریعت کے مذکورہ فتوے میں بتاشوں کا ذکر نہیں۔ معلوم ہوا کہ وہاں اصل مذکور چھوہارے ہی تھے نہ کہ چنے۔ تاہم یہ صحیح ہے کہ حلوے کی ان کے ہاں بہت فضیلت ہے۔

مولانا احمد رضا خاں سے پوچھا گیا کہ سوم کے چنے بتاشوں کا لینا کیسا ہے۔

اس پر آپ نے ارشاد فرمایا:

## سوم کے چنے بتاشے:

سوم کے چنے بتاشے کہ بغرض مہمانی نہیں منگائے جاتے بلکہ ثواب پہنچانے کے قصد سے ہوتے ہیں۔ (فتاویٰ رضویہ جلد ۴ ص ۱۳۸)

## طوائف کی شیرینی پر فاتحہ:

شاید آپ اب یہ پوچھیں کہ ایصال ثواب کیا ایسی چیز پر ہوسکتا ہے جو حلال روزی سے حاصل کی گئی ہوں یا حرام روزی سے کمائے مال پر بھی فاتحہ دی جاسکتی ہے۔ مولانا احمد رضا خاں صاحب سے بھی یہ سوال ہوا۔ آپ نے فرمایا:۔

مسئلہ: طوائف جس کی آمدنی صرف حرام بد ہے۔ اس کے یہاں سیدو شریف پڑھنا اور اس کی اسی حرام آمدنی کی منگائی ہوئی شیرینی پر فاتحہ کرنا جائز ہے یا نہیں؟

الجواب: اس مال کی شیرینی پر فاتحہ کرنا حرام ہے مگر جب کہ اس نے مال بدل کر مجلس کی ہو اور یہ لوگ جب کوئی کارخیر کرنا چاہتے ہیں تو ایسا ہی کرتے۔ (اعلیٰ حضرت کو طوائفوں کی ایسی مجلسوں کا خوب تجربہ تھا) اور اس کے لئے کسی شہادت کی حاجت نہیں۔ اگر وہ کہے کہ میں نے قرض لے کر یہ مجلس کی ہے اور وہ قرض اپنے مال حرام سے ادا کیا تو اس کا قول قبول ہوگا بلکہ اگر شیرینی اپنے مال حرام ہی خریدی اور خریدنے میں اس پر عقد و نقد جمع نہ ہوئی (یعنی حرام روپیہ دکھا کر اس کے بدلے خرید کر وہی حرام روپیہ نہ دیا) اور اگر ایسا نہ ہوا



تو مذہب مفتی بہ پر وہ شیرینی بھی حرام نہ ہوگی۔ (احکام شریعت حصہ دوم ص ۱۴۵)

مولانا کو ان لوگوں کے مال پر فاتحہ کہتے شاید حجاب آگیا اس لئے کھانا سامنے رکھنے کو بیکار فرمایا۔ مگر بریلویوں نے مولانا احمد رضا خاں کی اس بات کو عملاً قبول نہیں کیا اور ان کا طریقہ اب تک یہی ہے کہ جب تک کھانا سامنے نہ آجائے وہ ختم نہیں کہتے، اسے بہت ضروری سمجھتے ہیں۔ بہر حال مولانا کا فتوے یہ ہے:۔

## ختم میں کھانا سامنے رکھنا:

اس کو (کھانا سامنے رکھنے کو) ضروری جاننا یا یہ سمجھنا کہ اس کے بغیر فاتحہ نہیں ہو سکتی یا ثواب کم ملے گا، غلط و باطل خیال ہے۔ (فتاویٰ رضویہ جلد ۴ ص ۲۱۰)

بریلوی علماء اگر اپنے عوام کو یہ بتلا دیں کہ ختم میں کھانا آگے رکھنا ضروری نہیں تو وہ انہیں بھی وہابی سمجھنے لگ جائیں گے۔

## ختم میں سادہ کھانے اور مرغن کھانے کا فرق:

جہاں تک فاتحہ یا ایصال ثواب کا تعلق ہے سادہ کھانے اور مرغن کھانے میں کوئی فرق نہ تھا۔ بریلوی علماء کا عجیب وطیرہ ہے کہ سادہ کھانے پر ان کا وقفہ فاتحہ بہت طویل ہوتا ہے وہ اپنے اس عمل کے لئے یہ جزئیہ پیش کرتے ہیں جو مولانا احمد رضا خاں صاحب کی وصیتوں میں درج ہے۔ مولانا نے مرنے سے دو گھنٹے سترہ منٹ قبل یہ وصیت فرمائی۔ فاتحہ میں طویل وقفہ نہ کیا جائے۔ غذا مرغن ہو تو حرج نہیں۔ (المیزان احمد رضا نمبر ص ۳۶۳)

## شب برأت کا حلوہ:

مختلف موقعوں پر ختموں کے لئے مختلف کھانوں کا انتخاب بریلوی علماء کا عجیب حساب ہے جو چیز کھانے کو دل چاہا کسی ایک بزرگ کے نام سے اسے خاص کر لیا اور لوگوں میں اس

مسئلے کو چھوڑ دیا اسی سلسلے کی ایک کڑی شب برات کا حلوہ ہے۔ مفتی احمد یار صاحب گجراتی لن تنالوا البر حتی تنفقوا مما تحبون سے استدلال کرتے ہوئے کہتے ہیں:۔

شب برات کا حلوہ اور میت کی فاتحہ اس کھانے پر کرنا جو میت کو مرغوب تھی اسی سے مستنبط ہے۔ (نور العرفان ص ۵۱)

مما تحبون کا ترجمہ مما یحبون کا کرنا کہ وہ چیز دو جو مرنے والے پسند کرتے تھے۔ مفتی صاحب کی عجیب شان علم ہے اب ان کے شیخ مولانا احمد رضا خاں کی وجہ بھی سن لیجئے:۔

## حلوہ پسند کرنے کی وجہ:

یہ حضرات حلوے کو پسند کرنے کی وجہ یہ بتاتے ہیں کہ اس کی کوئی چیز ضائع نہیں جاتی سب ان کے پیٹ میں اتر جاتا ہے۔ مولانا احمد رضا خاں لکھتے ہیں:۔

نیاز کا ایسے کھانے پر ہونا بہتر ہے جس کا کوئی حصہ پھینکا نہ جائے، جیسے زردہ یا حلوہ یا خش کر یا وہ پلاؤ جس سے ہڈیاں علیحدہ کر لی گئی ہوں۔

(فتاویٰ رضویہ جلد ۴ ص ۲۲۶)

پیر ایسے کھانے پر نیاز دینے کی جب ترغیب دیتے ہیں تو یہ نہیں سوچتے کہ مرید بے چارہ ان کا متحمل بھی ہو سکے گا یا نہیں؟ بسا اوقات دیکھا گیا کہ مرید نیاز سے فراغت کے بعد یہ گنگنا رہے ہوتے ہیں:

پلاؤ روز پکتا ہے میرے پیروں کی کوٹھی پر
مری آلو کی ترکاری جو پہلے تھی سو اب بھی ہے

نہایت افسوس ہے کہ بریلوی مولویوں نے مولانا احمد رضا خاں کے مذکورہ ارشاد کی تعمیل نہیں کی اس لئے کہ اگر جناب مولانا احمد رضا خاں کے اس قول پر عمل کرتے تو اکثر نیازوں میں گوشت اور بھُنے ہوئے مرغ یکسر غائب ہوتے مریدوں نے ہڈیوں کو منظور کر لیا



مگر مرغ مسلم کو نہیں چھوڑا، ورنہ بہت لذتوں سے ہاتھ دھونے پڑتے۔

بریلوی عوام کو چاہئے کہ اپنے مذہب کے بانی کی اس نصیحت پر عمل کریں اور اپنے مولویوں کو ختم اور نیاز کے موقعوں پر گوشت اور بھُنے ہوئے مرغے سے پرہیز کرائیں کہ نیاز اسی کھانے پر بہتر ہے جس کا کوئی حصہ پھینکا نہ جائے۔

## حلوے کے فضائل:

محدثین کرام رحمۃ اللہ علیہ جس طرح اپنی تصنیفات میں کتاب الصلوٰۃ، کتاب الزکوٰۃ، کتاب الحج، کتاب الجہاد وغیرہ کے باب باندھتے ہیں، بریلوی حضرات اپنی کتابوں میں مندرجہ ذیل باب باندھتے ہیں۔ ان کے مولوی محمد عمر اچھروی صاحب نے مقیاس الحنفیت میں یہ باب باندھے ہیں:۔

فضیلت جمعرات　　فضیلت دودھ　　فضیلت حلوہ وشہد

فضیلت گوشت　　(دیکھئے مقیاس الحنفیت ص ۵۰۵ سے ص ۵۱۱ تک)

ان فضائل پنجگانہ کے آگے پھر پراٹھے کی بحث چلتی ہے۔

## قبر میں بالوشاہی کا ذائقہ:

اس دنیا میں اگر کوئی لذیذ چیز کھاتا ہے تو اس کی لذت اسے محسوس ہوتی ہے لیکن عالم برزخ اور عالم آخرت کا معاملہ اس دنیا سے علیحدہ ہے۔ علماء اسلام کہتے ہیں کہ اس دنیا سے فوت شدگان کے لئے جو کچھ ایصالِ ثواب کیا جاتا ہے خواہ کھانے کے ذریعہ ہو یا مال کے ذریعہ وہ چیزیں ان کو بعینہ نہیں ملتیں، نہ ان کی لذت محسوس ہوتی ہے بلکہ ان کا صرف ثواب انہیں ملتا ہے۔

مگر بریلویوں کا عقیدہ ہے کہ یہاں جو چیزیں فوت شدگان کے ایصالِ ثواب کے لئے کھلائیں جاتی ہیں۔ ان کی لذت ان تک پہنچتی ہے اور وہ اس کی لذت محسوس کرتے ہیں۔

بریلوی مولویوں نے اس کے ذریعہ اپنے مریدوں سے اچھے کھانے کا ایک ذریعہ پیدا کر

رکھا ہے اور اپنے جاہل مریدوں سے بالوشاہی وغیرہ منگوا کر اپنے منہ شریف کو لذیذ کرتے ہیں۔ ان کے جناب صوفی ظہیر الحسن صاحب لکھتے ہیں:۔

یاد رہے کہ بالوشاہی، پیڑے، بریانی، زردہ کی دیگیں، نان، قورمہ، فرینی کے خوانچے اٹھ کر عالم آخرت کو نہیں جاتے بلکہ ان چیزوں کا ذائقہ اور ان کی لذت پہنچتی ہے۔ (جوہر تصوف)

## کھیر یا حلوے کا تبرک:

جب اور جہاں بھی موقع ملے بریلوی مولوی لذیذ کھانوں کی فہرست مرتب کرنے بیٹھ جاتے ہیں اور بڑی حکمت سے یہ فہرست اکابر اولیاء کرام کی طرف منسوب کر دیتے ہیں تاکہ عوام ان اولیاء اللہ کی محبت میں اپنے ان مولویوں کو طرح طرح کے کھانوں سے لذت آشنا کرتے رہیں۔ بھولے بھالے عوام ان کے مکروفریب کے جال میں پھنس جاتے ہیں۔ ان مولویوں کے حسبِ منشاء دسترخوان بچھ جاتے ہیں۔ جناب صوفی ظہیر الحسن صاحب نے بزرگوں کے نام سے اس طرح لذیذ کھانوں کی فہرست مرتب کی۔

۱۔ محفل پاک سیدنا امام جعفر — تبرک کھیر یا حلوہ (جوہر تصوف ص )

۲۔ عرس حضرت سید میراں علی داتار — لنگر کے بجائے شیرینی پر فاتحہ ہوتی ہے۔ (ایضاً ص ۱۲۷)

۳۔ عرس حضرت امام حسین — تبرک حلیم حاضرین کو کھلایا جاتا ہے۔ (ایضاً ص ۱۲۱)

۴۔ محفل امام عالی مقام — انہیں نقد۔ شیرینی اور خشک و تر میوہ پیش کیا جاتا ہے۔ (ایضاً ص ۹۸)

اگر کسی مجلس میں یہ چاروں تبرک پیش کر دیئے جائیں تو پھر ان مولویوں کی وہ مجلس عرس



کہلاتی ہے اور انہیں اس کی شب برأت اور عید کے دن سے بھی زیادہ مسرت ہوتی ہے۔ گو مریدانِ باصفا کے گھروں میں فقر و فاقہ کے سامان ہو رہے ہوں اور یہ بدقسمت گنگنا کر دل کو تسلی دے رہے ہوں ؎

ہم کو میسر نہیں مٹی کا دیا بھی
گھر پیر کا بجلی کے چراغوں سے ہے روشن

اس میں شک نہیں کہ زندوں کے نیک اعمال کا ثواب فوت شدگان کو پہنچتا ہے بشرطیکہ وہ ایمان پر فوت ہوئے ہوں، یہی ختم اور فاتحہ کی اصل ہے۔ باقی تکلفات سب ایجاد بندہ اور پیٹ کا دھندہ ہیں۔

## ایصال ثواب کا کھانا اغنیاء کیلئے:

بریلویوں کے ہاں تیجے کا کھانا ہو یا دسویں کا اکیسواں، چالیسواں ہو یا کوئی اور تقریب ختم، برادری کے محلہ کے رشتہ دار لوگ، مولوی صاحبان اور افسر صاحبان تک سب اس میں شامل ہوتے ہیں اور اس کھانے کو کھاتے ہیں۔ وہ یہ جانتے ہوتے ہیں کہ یہ صرف محتاجوں اور غریبوں کا حق تھا مگر انکار اس لئے نہیں کرتے کہ اس صورت میں ان کے غنی مولویوں کو بھی انکار کرنا پڑتا ہے جو وہ کسی قیمت پر کرنے کو تیار نہیں۔

کاش وہ یہ سوچتے کہ جو کچھ وہ کھا رہے ہیں۔ یہ غریبوں کا خون ہے مگر یہ بات انہوں نے خود ہی پھیلا رکھی ہے کہ جو ختم کا کھانا نہ کھائے وہ وہابی ہے۔ اب کیا کریں۔ مجبوراً بیچاروں کو غریبوں کا حق کھانا ہی پڑتا ہے۔ اب کیا یہ لوگ مولانا احمد رضا خاں صاحب کو بھی وہابی کہیں گے؟

مولانا فرماتے ہیں:

مُردہ کا کھانا صرف فقراء کے لئے ہے۔ عام دعوت کے طور پر جو کرتے ہیں یہ منع ہے، غنی نہ کھائے۔ (احکام شریعت حصہ دوم ص ۱۵۳)

# کتاب الاکل والنوم

اللہ تعالیٰ نے کلوا واشربوا ولا تسرفوا (الاعراف) فرمایا کھاؤ پیو اور اسراف نہ کرو۔ مومن کی شان ہے کہ کھائے زندہ رہنے کے لئے نہ کہ زندہ رہے کھانے کے لیے۔

یاد رکھیے اہل اللہ دنیا کی لذتوں میں نہیں کھو جاتے۔ (دیکھیے الفتح الربانی ص ۱۸اص ۱۲۸)

اللہ تعالیٰ کی نعمتوں سے لذت یاب ہونا کوئی عجیب نہیں لیکن جب خدا کی طرف دھیان کرنے کا وقت ہو اس وقت لذیذ کھانوں کی فہرست مرتب کرنا یہ کوئی اچھی مصروفیت نہیں۔ مولانا احمد رضا خاں صاحب نے اپنی وفات سے ۲ گھنٹے سترہ منٹ قبل عمدہ اور لذیذ کھانوں کی یہ فہرست مرتب کی تھی اور وصیت کی تھی کہ یہ چیزیں انہیں بھیج دیا کریں۔

## بوقت وفات کھانوں کی فہرست مرتب کرنا:

اعزہ سے اگر بطیب خاطر ممکن ہو تو فاتحہ ہفتہ میں دو تین بار ان اشیاء سے بھی "بھی" کا لفظ اس بات پر دلالت کرتا ہے کہ اس کے علاوہ بھی کوئی لمبی چوڑی فہرست ہوگی جسے بریلوی مولوی اپنے امیر مریدوں کو دکھاتے ہوں گے۔ غریبوں کو اس لئے نہیں دکھاتے کہ وہ اس لمبی فہرست کو دیکھ کر گھبرا نہ جائیں کہ اتنا کچھ ختم میں دینا ان سے نہ ہو سکے گا اور اس طرح وہ ختم دلانے کو ہی نہ چھوڑ دیں تاہم وہ غریبوں کو یہی فہرست دکھانا کافی سمجھتے ہیں۔ نہ ملنے سے ملنا بہتر ہے۔ جناب کہ ہو جائیں گے ایک دن کامیاب) کچھ بھیج دیا کریں۔ دودھ کا برف خانہ ساز اگر بھینس کا دودھ ہو۔ مرغ کی بریانی، مرغ پلاؤ خواہ بکری کا ہو، شامی کباب، پراٹھے اور بالائی، فرینی، اردکی پھریری دال مع ادرک ولوازم۔ گوشت بھری کچوریاں، سیب کا پانی، انار



کا پانی، سوڈے کی بوتل، دودھ کا برف۔ (وصایا شریف ص ۸)

آپ کی یہ تحریر وصایا شریف کے نام سے معروف ہے۔ کشمیر کے مایہ ناز فرزند آغا شورش کاشمیری مرحوم نے اس پر تبصرہ کرتے ہوئے کہا تھا:۔

اسلام کے خلاف خدا کے حریف ہیں یہ لوگ یاد گار وصایا شریف ہیں
اسلام ان کے دشنہ الحاد کا شکار مذہب کے اعتبار سے عضو ضعیف ہیں
مفتی نہیں، فقیہہ نہیں، پیشوا نہیں یہ خانزادگان بریلی شریف ہیں

## روٹی کھانے کا نیا طریقہ:

اسلام دین فطرت ہے۔ اس کا کوئی کام خلافِ وضع فطرت نہیں۔ کھانے کے لیے وضع فطرت یہی ہے کہ انسان آگے رکھ کر کھانا کھائے۔ جانور بھی ہمیشہ آگے ہی سے کھاتے ہیں۔ گائیں، بھینس ہر ایک آگے سے چارہ چرتی ہیں، مگر مولانا احمد رضا خاں صاحب فرماتے ہیں کہ پیچھے سے بھی کھایا جا سکتا ہے اور اس کی کوئی ممانعت نہیں آپ فرماتے ہیں:۔

روٹی کھاتے وقت روٹی کو سامنے لانے کی بھی ضرورت نہیں۔ پیٹھ کے پیچھے بھی رکھ کر کھا سکتے ہیں اور سر پر رکھ کر بھی توڑ سکتے ہیں۔

(فتاوی رضویہ جلد ۴ ص ۲۲۴)

سر پر روٹیوں کا توڑنا یہ تو پرندوں کا کام ہی ہو سکتا ہے۔ مولانا احمد رضا خاں نے یہ کیا طریقہ تجویز کر دیا ہے؟ حضرت یوسف علیہ السلام کے زمانہ میں ایک شخص نے خواب میں دیکھا تھا کہ اس کے سر پر روٹیاں ہیں اور پرندے انہیں کھا رہے ہیں۔ اس کا نتیجہ یہ رہا کہ اسے سولی پر لٹکایا گیا۔ معلوم نہیں مولانا احمد رضا خاں کو روٹی کھانے اور توڑنے کی یہ کیا تجویز سوجھی؟ بہرحال جو کچھ ہے آپ کے سامنے ہے۔ کھانا انسان کا ایک فطری تقاضا ہے سو اسے فطرت کے مطابق ہی کھانا چاہئے۔

## دیوالی کی مٹھائی اگلے دن کھانا:

تازہ کھانا انسان کی فطرت تھی۔ کھانے کی چیز جتنی تازہ ہوں لوگ پسند کرتے ہیں۔ اب انہیں قصداً اگلے دن کھانا یہ ایک عجیب ذوق ہے مگر اس لیے کہ ہندوؤں سے ایک گونہ یگانگت نہ رہے، اس پر عمل جائز ہے۔ مولانا احمد رضا خاں صاحب سے پوچھا گیا:۔

عرض: کافر جو ہولی دیوالی میں مٹھائی وغیرہ بانٹتے ہیں مسلمانوں کو لینا جائز ہے یا نہیں؟

ارشاد: اس روز نہ لے ہاں، اگر دوسرے روز دے تو لے لے۔

(ملفوظات اعلیٰ حضرت حصہ اول ص ۱۱۵)

کیا آپ کو اگلے دن کی باسی مٹھائی زیادہ اچھی لگتی ہے؟

## پنڈت شوم دت کا مربہ:

پنڈت شوم دت دہلی میں کمشنر کے رشتہ دار تھے۔ کمشنر ان سے کسی بات پر خفا ہو گیا۔ اس نے ان کو برخاست کرنے کی دھمکی دی۔ پنڈت جی کو آپ سے بہت عقیدت تھی۔ وہ دہلی سے پانی پت آئے اور آپ کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ پنڈت جی نے ایک مرتبان میں مربہ بھرا ہوا تھا آپ کو پیش کیا۔ آپ نے پنڈت جی سے دریافت فرمایا کہ مرتبان میں کیا ہے؟ پنڈت جی نے عرض کیا کہ حضور کے لیے مربہ لایا ہوں۔

یہ سن کر آپ نے فرمایا، بہت خوب۔ مربی بیارو مربہ بخور۔

(خم خانہ تصوف ص ۵۶۲)

## مسجد میں کھانا اور سونا:

تبلیغی جماعت کے بعض لوگ شکایت کرتے ہیں کہ بریلوی لوگ انہیں مسجدوں میں



سونے کی اجازت نہیں دیتے یہ صحیح نہیں کہ مسجد میں سونا جائز نہیں۔ ان کے روکنے کی وجہ کوئی اور بغض باطنی ہوگا۔ سونے کے بارے میں مولانا احمد رضا خاں تصریح کر چکے ہیں۔

اگر مسجد میں قیام کرے سونے، کھانے سے کچھ پہلے اعتکاف کی نیت کر کے کچھ ذکر الہی کر کے کھائے، سوئے کہ مسجد میں کھانا، سونا معتکف کو بلا خلاف جائز ہے۔ (فتاوی رضویہ جلد ۳ ص ۶۲۰)

اب بھی اگر بریلوی مسجد میں سونے کو ناجائز کہتا ہے تو وہ بریلوی نہ ہوگا۔ کوئی حدیث کا منکر ہوگا۔ حضرت عبداللہ بن عمرؓ کہتے ہیں:۔

كنا ننام في المسجد على عهد رسول الله صلى الله عليه وسلم۔ (سنن ابن ماجہ ص ۵۴)

ترجمہ؛ ہم حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانے میں مسجد میں سویا کرتے تھے۔

یہ صحیح ہے کہ مسجدیں عبادت کے لئے ہی ہیں مگر یہ بھی حقیقت ہے کہ اعتکاف کرنے والوں اور اللہ کی راہ میں نکلے ہوؤں کا سونا بھی عبادت ہے۔

## پیروں کا مریدنیوں کے پاس سونا:

اسلام میں پیر مرید عورت کا غیر محرم ہے۔ مریدنی کو اس کے سامنے بے پردہ جانا یا خلوت میں اس کے پاس بیٹھنا جائز نہیں مگر مولانا احمد رضا خاں بیان کرتے ہیں کہ سید عبدالعزیز دباغ نے اپنے مرید احمد سلجاسی کو اس کی بیوی کے بارے میں بتلایا:۔

(سید عبدالعزیز دباغ نے فرمایا) جہاں وہ سو رہی تھی کوئی اور پلنگ بھی تھا۔ عرض کیا ہاں ایک پلنگ خالی تھا۔ فرمایا اس پر میں تھا۔

(ملفوظات حصہ دوم ص ۴۹)

یہ خاں صاحب نے حضرت عبدالعزیز دباغ پر جھوٹ باندھا ہے۔آپ نے یہ ہرگز نہ کہا تھا کہ "اس پلنگ پر میں تھا" اپنی طرف سے یہ جملہ بنانا مولانا احمد رضا خاں کے اپنے ذوق درونی کا پتہ دیتا ہے۔

استغفراللہ! بزرگوں پر اس طرح کی تہمت لگا کر اپنے لیے راہ کھولنا مرید کی بیوی کے پاس سونے کو جائز کرنا ایک شرارت ہے۔اولیاء کرام کا یہ منصب نہیں کہ غیر عورتوں کے قریب اس قسم کے انداز اختیار کریں۔ بریلوی مولوی اس واقعہ سے اپنے مریدوں کو یہ نصیحت کرتے ہیں کہ پیر مرید کی بیوی کے ساتھ خلوت وجلوت میں ہر موقع پر بلا روک ٹوک آجا سکتا ہے۔اور ایسا کرنا بزرگوں کا طریقہ ہے۔ بیچارے عوام ان کی گھناؤنی نیتوں سے بے خبر ہوتے ہیں اور اس طرح بریلوی مولوی اور پیر اپنے مرید کی گھریلو زندگی کو بالکل برباد کر دیتے ہیں۔ (حال ہی میں اس قسم کا واقعہ ہالینڈ میں سننے میں آیا ہے کہ بریلوی مولوی نے اپنے مرید کا گھر برباد کر دیا ہے۔ اعاذنا اللہ منہا)

ان مولویوں اور پیروں کا طریقہ خاص یہ ہوتا ہے کہ پہلے اپنے مریدوں کو اس قسم کی چند باتیں ذہن نشین کراتے ہیں۔پھر جب کسی نے پیر کے ہاتھ پر بیعت کر لی تو اسی وقت سے اس کے بیوی بچے اس کا مال اور جملہ اثاثہ سب کچھ اس کے لیے حلال ہو گئے کیونکہ اب وہ پیروں کے غلام ہو چکے ہیں اور وہ ان کے آقا ہیں۔مرید کے گھر کی تمام مستورات پیروں کے لیے باندیوں کے حکم میں ہیں۔ یہ طریقہ خاص ان مولویوں کو مولانا احمد رضا خاں نے سکھایا تھا۔

## پیروں کی باندیاں:

مولانا نقل کرتے ہیں کہ ایک سید صاحب مولانا کے زنان خانے میں گھس گئے۔اس پر مولانا نے ارشاد فرمایا:۔



اعلیٰ حضرت نے فرمایا کہ حضرت یہ سب تو آپ کی باندیاں ہیں۔آپ آقا اور آقازادے ہیں۔معذرت کی کیا حاجت ہے۔میں خوب سمجھتا ہوں، حضرت اطمینان سے تشریف رکھیں۔

(المیزان احمد رضا نمبر ص ۱۳ اس کی پوری بحث ص ۵۶ پر دیکھئے)

مریدوں کی بیویاں شرعی طور پر پیروں کی لونڈیاں ہرگز نہیں یہ مسئلہ غلط ہے۔

## سونے کا خاص طریقہ:

مولانا احمد رضا خاں صاحب سوتے تو سوتے وقت بدن کو اس طرح لٹاتے کہ بدن شکل محمد اختیار کر لیتا انہیں اپنے پاؤں کو محمد کی دال سے تشبیہ دیتے ہوئے ذرا ادب مصطفیٰ مانع نہ ہوتا۔ان کے معتقد سوانح نگار مانا میاں لکھتے ہیں:

اس انداز استراحت سے اعلیٰ حضرت کی غرض غالباً یہ ہوگی کہ جسم لیٹنے کی حالت میں شکل محمد اختیار کرلے اور اگر روح پرواز کرے تو ایک ایسی شکل پر پرواز کرے جو محبوب و پسندیدہ ہے۔

(سوانح اعلیٰ حضرت ص ۱۴۲)

صحابہ کرامؓ کو کیا حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت کم تھی۔وہ تو حضورؐ کے پروانے تھے لیکن ان میں سے کیا کوئی اس طرح سویا نہیں اور ہرگز نہیں اس لیے کہ وہ اپنے پاؤں کو محمد کی دال کے مشابہ کرنا حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے ادب کے خلاف سمجھتے تھے۔اس کے علاوہ سونے کا یہ انداز خلافِ فطرت بھی تھا۔جس کی دین فطرت میں کوئی گنجائش نہ ہو سکتی تھی۔اب بھی بریلوی مولویوں میں سے آپ کسی کو اس صورت میں سوتا نہ پائیں گے۔

بہر حال مولانا احمد رضا خاں اس خلافِ فطرت انداز میں سوتے رہے اور جس مقصد کے لئے وہ اس طرح سوتے رہے وہ بھی پورا نہ ہوا۔جانکنی کے وقت یہ سب باتیں بھول گئیں۔

(یوں کہیے بے ادبی کی سزا ملی) اور وفات کے بعد مریدوں نے ٹانگیں سیدھی کر کے رکھ دیں فواحسرتا!

## رستے میں اترنے سے قصر نماز گئی:

ایک شخص لاہور سے کراچی جارہا ہے، رستے میں پتوکی اترا اور پھر چل پڑا۔ پھر ساہیوال اترا اور چل پڑا۔ مولانا احمد رضا خاں کے نزدیک گو پہلے سے ہی نیت کراچی جانے کی ہو سفر کے ٹکڑے کرنے سے نماز قصر کرنے کا حکم اٹھ جاتا ہے۔ مولانا احمد رضا خاں سے پوچھا گیا اگر بلبپور سے بداین جاتا ہے اور رستے میں بریلی اترا تو قصر کرے یا نہ؟ آپ نے فرمایا:

اس صورت میں قصر نہیں کہ سفر کے دو ٹکڑے ہو گئے۔

......☆......



# کتاب النکاح

قرآن کریم کی رو سے صرف عورتیں محل نکاح ہیں۔ عورتوں کے سوا کسی سے نکاح جائز نہیں۔ ارشاد باری ہے:

فانکحوا ماطاب لکم من النساء (پ ۴ النساء ع ۱)۔

ترجمہ: نکاح کرو جو اچھی لگیں تمہیں عورتیں۔

مگر مولانا احمد رضا خاں کے نزدیک حیوان بھی محل نکاح ہیں۔ صرف مرتد ہیں جن کا حیوان سے نکاح نہیں ہوسکتا اس کا مطلب اس کے سوا اور کیا ہوسکتا ہے کہ مومنوں کے لیے حیوان سے بھی نکاح جائز ہے۔

## حیوان سے نکاح کی صورت:

مولانا احمد رضا خاں صاحب لکھتے ہیں:

ایسے ہی وہابی، قادیانی، دیوبندی، نیچری، چکڑالوی اور جملہ مرتدین ہیں کہ اُن کے مرد یا عورت کا تمام جہان میں جس سے نکاح ہوگا۔ مسلم ہو یا کافر، اصلی یا مرتد، انسان ہو یا حیوان محض باطل اور زناء خالص ہوگا اور اولاد ولد الزنا۔ (ملفوظات حصہ دوم ص ۱۰۰)

بریلوی مذہب میں حیوان سے نکاح کی کیا صورت ہے یہ ابھی تک معلوم نہیں ہو سکی۔ سنا ہے کہ جناب مولوی محمد عمر اچھروی کو خوب معلوم تھی وہ بھینسے کے نیچے کے حالات

سے خوف واقف تھے ایک مقام پر لکھتے ہیں:

> مثلیت کو دیکھنے والا اگر بھینس کا دودھ دھو کر مثلیت میں دھوکا کھا جائے اور بھینسے کے نیچے دودھ دوہنے کے لیے بیٹھ جائے تو خود سوچو کہ اسے کیا حاصل ہوگا۔ فتدبر (خوب غور کرو)
>
> (مقیاس النور ص ۱۹)

حضور ﷺ کی بشریت کو دوسرے انسانوں کی بشریت سے ممتاز کرنے کے لیے مولوی صاحب کے پاس کیا صرف بھینسے کی مثال ہی رہ گئی تھی۔ معلوم نہیں مولوی صاحب کتنی دفعہ بھینسے کے نیچے دودھ دھونے بیٹھے تھے۔

اب سوال پیدا ہوتا ہے کہ حیوان سے نکاح ہو تو ایجاب و قبول کیسے ہوگا اور کون کرائے گا؟ ایک مسلمان عالم تو ایسا نکاح نہیں پڑھ سکتا۔ اب اس کے سوا صورت اور کوئی نہیں کہ نکاح باہمن ہی پڑھائے! مولانا احمد رضا خاں

## نکاح باہمن پڑھائے:

ایک مقام پر لکھتے ہیں:۔

> نکاح تو ہو جائے گا۔ اس واسطے کہ نکاح نام باہمی ایجاب و قبول کا ہے، اگرچہ باہمن پڑھائے۔ (احکام شریعت حصہ دوم ص ۲۲۵)

سوال پیدا ہوتا ہے کہ اگر باہمن نے نکاح پڑھایا تو پڑھے گا کیا؟ وہابی نے اگر نکاح پڑھایا تو قرآن کریم کی آیات ہی تو پڑھے گا لیکن باہمن اگر نکاح پڑھائے گا تو پوتھیاں پڑھے گا۔ پوتھیوں کی یہ صریح تعظیم کیا خود کفر نہیں؟

## نکاح بغیر گواہوں کے:



سب مسلمان جانتے ہیں کہ نکاح بغیر گواہوں کے نہیں ہوتا۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: (لا نکاح الا بشہود۔ مولانا احمد رضا خاں نے ایک طوائف کے کوٹھے پر جا کر اس کا نکاح وہیں ایک نوجوان سے پڑھ دیا۔ اس کوٹھے پر اس وقت مولانا احمد رضا خاں اور اس نوجوان کے سوا اور کسی کے ہونے کا ثبوت نہیں ملتا اور عام سمجھ میں یہی بات آتی ہے کہ وہاں کوئی مجمع نہیں لگا رہتا جو جاتا ہے اکیلا ہی جاتا ہوگا۔ وہاں مولانا احمد رضا خاں پہنچے اور طوائف کو بغیر غسل کرائے اسی ناپاکی حالت میں اسے کلمے پڑھا دیے جیسا کہ بریلویوں کے ہاں نکاح کے موقعہ پر دستور ہے۔ پھر اس جگہ جہاں دن رات وہ گناہ میں مبتلا رہی ہو۔ خطبہ نکاح پڑھنا، قرآن کریم کی تلاوت کرنا شعار اسلامی سے کھلا مذاق نہیں تو اور کیا ہے۔ مولانا احمد رضا خاں کے رفیق خاص مولانا ظفیر الدین لکھتے ہیں:

> ایک ہندنی بازاری طوائف نے اپنے بالا خانہ سے حضرت پر رنگ چھوڑ دیا۔ یہ کیفیت شارع عام پر ہوئی۔ ایک جوشیلے مسلمان نے دیکھتے ہی بالا خانہ پر جا کر تشدد کرنا چاہا مگر حضور نے اسے روکا اور فرمایا ''بھائی کیوں اس پر تشدد کرتے ہو۔'' اس نے مجھ پر رنگ ڈالا ہے۔ خدا اسے رنگ دے گا۔ یہ بتانا تھا کہ وہ طوائف بے تابانہ قدموں پر آ کر گر پڑی اور معافی مانگی اور اسی وقت مشرف بہ اسلام ہوئی۔ حضرت نے وہیں اس نوجوان کے ساتھ اس کا عقد کر دیا۔
>
> (حیات اعلیحضرت ص ۴)

مولانا ظفیر الدین نے بازاری طوائف کی عجیب اصطلاح اختیار کی ہے۔ کیا کوئی شریف طوائف بھی ہوتی ہے؟ مولانا کی سمجھ پر تعجب آتا ہے۔ پھر اس پر بھی تعجب ہے کہ اس طوائف نے رنگ آپ پر ہی کیوں چھوڑا؟ کیا اس کے کوٹھے کے نیچے اس وقت حضرت

ہی گزر رہے تھے؟ اور وہ حضرت کو کب سے جانتی تھی؟ اس وقت ہمیں اس سے بحث نہیں۔ نہ یہ فقہ کا موضوع ہے۔ ہم اس وقت صرف یہ بتلا رہے ہیں کہ دیکھو رضا خانی فقہ میں بیر گواہوں کے نکاح پڑھنے اور بدکاری کے اڈوں میں قرآن پڑھنے کی کہاں تک گنجائش ہے اور یہ کہ ان کے اکابر کا زیادہ واسطہ کس قسم کے لوگوں سے پڑتا تھا اور وہ اس قسم کے محلول میں عام طور پر چلتے پھرتے تھے۔ اس طوائف کے کوٹھے پر وہ نوجوان اکیلا ہی گیا تھا۔ بعد میں مولانا احمد رضا خاں پہنچے۔ ان دو اور اس طوائف کے سوا وہاں اور کون تھا جو گواہ بن سکے۔ اب آپ ہی غور کریں وہاں جو نکاح ہوا وہ کس طرح اسلامی نکاح ہو سکتا ہے۔

## ساس کو ہاتھ لگانے میں خیر:

نکاح سے جن رشتوں کی ابدی حرمت قائم ہوتی ہے ان میں سے ساس کا رشتہ بھی ہے۔ بیوی زندہ یا فوت شدہ نکاح میں ہو یا مطلقہ اس کی ماں اس کے خاوند کے لیے ماں کے ہی درجے میں ہے۔ اب اسے شہوت سے ہاتھ لگانا کسی طرح جائز نہیں۔

مگر بریلوی مذہب یہ ہے کہ اگر کوئی شخص ساس کی سلوار پر شہوت سے ہاتھ لگائے تو اس میں خیر ہے۔ اگر اسے کپڑے سے جسم کی حرارت معلوم نہ ہوئی ہو۔ مولانا احمد رضا خاں لکھتے ہیں:۔

> عرض: معمولی چھینٹ جس کے پاجامے عورتوں کے ہوتے ہیں خوشدامن کا پاجامہ ایسی چھینٹ کا ہو اس پر اس کے جسم کو ہاتھ شہوت سے لگائے تو کیا حکم ہے؟
>
> ارشاد: اگر ایسا کپڑا ہے کہ حرارت جسم کی نہ ہو تو خیر ورنہ حرمت مصاہرت ثابت ہو جائے گی۔ (احکام شریعت حصہ دوم ص ۳۲۷)

حرارت نہ بھی محسوس ہو تو اسے خیر کہنا کسی طرح درست نہیں۔



## مرید کی بیویاں باندیوں کے حکم میں:

مسلمانو! اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

> والذین ھم لفروجھم جفظون الا علیٰ ازواجھم اوماملکت ایمانھم فانھم غیر ملومین۔ (پ ۱۸ مومنون ع ۱)
>
> ترجمہ: اور جو اپنی شہوت کی جگہ کو تھامتے ہیں مگر اپنی بیویوں پر یا اپنی باندیوں پر ان پر کوئی ملامت نہیں۔

اب سوال یہ ہے کہ باندیوں میں کون کون سی عورتیں داخل ہیں؟ کیا آزاد عورتوں کا بھی ان میں شمار ہو سکتا ہے؟ مولانا احمد رضا خاں کے نزدیک مرید کے گھر کی تمام مستورات پیر صاحب کے لیے باندیوں کے حکم میں ہیں۔ یہی وجہ ہے کہ ان کے ہاں پیر صاحبان مریدوں کے گھروں میں اگر زیادتی بھی کر لیں تو یہ لوگ فانھم غیر ملومین کہہ کر چھوڑ دیتے ہیں "کہ ان پر کوئی ملامت نہیں"

ایک دفعہ سید سعید مغربی صاحب مولانا احمد رضا خاں کے زنانخانے میں چلے گئے۔ سید صاحب نے کچھ شرمندگی محسوس کی۔ مگر مولانا احمد رضا خاں نے یہ مسئلہ بیان کر کے انہیں مطمئن کر دیا۔ مولانا عبید اللہ اعظمی صاحب لکھتے ہیں:

> پہلے تو سید صاحب خفت کے مارے خاموش رہے پھر معذرت کی اور اپنی لاعلمی ظاہر کی کہ مجھے زنانہ مکان ہونے کا کوئی علم نہ تھا۔ اعلیٰ حضرت نے فرمایا کہ حضرت یہ سب تو آپ کی باندیاں ہیں۔ آپ آقا اور آقازادے ہیں۔ معذرت کی کیا حاجت ہے؟

اس کا مطلب یہ ہے کہ وہ شرعاً باندیاں ہو گئیں۔ سو معذرت کی کوئی ضرورت نہیں اسی مسئلے کی وجہ سے بریلویوں کے ہاں پیر مرید کی بیوی کے پاس دوسرے پلنگ پر سوئے تو

اس میں کوئی حرج نہیں سمجھتا۔

## پیر صاحب مرید کی بیوی کے ساتھ:

شریعت مطہرہ کی رو سے کوئی شخص کسی دوسرے شخص کی بیوی کے پاس نہیں سو سکتا۔ خاوند بیوی کو شریعت نے نکاح کے ذریعہ ایک لڑی میں پرو دیا ہے۔ اگر کسی کی بیوی کے ساتھ کوئی اور مرد خلوت کرے اور ساتھ پلنگ پر لیٹ جائے گو اس کا پیر ہی کیوں نہ ہو، اس پر قہر الٰہی نازل ہوتا ہے۔

بریلوی مذہب میں اگر پیر صاحب مرید کی بیوی کے ساتھ خلوت میں ہوں تو اس میں کوئی قباحت نہیں بلکہ وہ اس مرید کے لیے باعثِ برکت سمجھے جاتے ہیں۔ مولانا احمد رضا خاں نے اس کے جواز میں جو واقعہ پیش کیا ہے اسے ہم پہلے نقل کر آئے ہیں۔ پوچھا حضور کو کس طرح علم ہوا، فرمایا جہاں وہ سو رہی تھی کوئی اور پلنگ بھی تھا؟ عرض کیا ہاں، ایک پلنگ خالی تھا، فرمایا اس پر میں تھا۔

یہ الفاظ کہ ''اس پر میں تھا'' مولانا احمد رضا خاں نے خود وضع کیے ہیں۔ حضرت سید عبدالعزیز دباغ نے یہ نہیں کہا تھا۔ اعلیٰ حضرت کو بزرگوں پر جھوٹ باندھنے کی ویسے ہی عادت تھی۔

آپ لکھتے ہیں:۔

> سید احمد سلجاسی کے دو بیویاں تھیں۔ سیدی عبدالعزیز دباغ رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ رات کو تم نے ایک بیوی کے جاگتے ہوئے دوسری سے ہم بستری کی یہ نہیں چاہیے۔ عرض کیا حضور وہ اس وقت سوتی نہ تھی۔ سوتے میں جان ڈال لی تھی۔ عرض کیا حضور کو کس طرح علم ہوا فرمایا جہاں وہ سو رہی تھی کوئی اور پلنگ بھی تھا؟



> عرض کیا ہاں، ایک پلنگ خالی تھا۔ فرمایا اس پر میں تھا۔
>
> (ملفوظات حصہ دوم ص ۴۵)

مولانا احمد رضا خاں صاحب ایک واقعہ کے ذریعہ بریلوی مریدوں کو سمجھاتے ہیں کہ اگر کوئی پیر تمہاری بیوی کے قریب پلنگ پر لیٹے تو یہ تمہارے بزرگوں کا طریقہ ہے اور باعث برکت ہے۔ اس میں کوئی حرج نہیں۔

مریدوں کی بیویاں جب پیروں کی باندیاں ٹھہریں اور اعلیٰ حضرت نے فتویٰ دے دیا۔ (یعنی آ جا بھی سکتی ہے) تو اب، اس مسئلے میں کیا شبہ رہا۔

## پیر کی بیعت کے لیے خاوند کی اجازت ضروری نہیں:

تو ان حالات میں اب ضروری ہو گیا کہ مرید کی بیویاں خاوند کی اجازت کے بغیر ہی پیروں کے پاس آتی جاتی رہیں۔ جب باندیاں ہی ٹھہریں تو پھر کیا رکاوٹ باقی رہی۔ مولانا احمد رضا خاں صاحب لکھتے ہیں:۔

> مسئلہ: کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلے میں کہ عورت بغیر اجازت شوہر کے مرید ہو سکتی ہے یا نہیں؟ اگر بغیر اجازت ہو گئی تو کیا حکم ہے؟
>
> الجواب: ہو سکتی ہے! (احکام شریعت حصہ دوم ص ۱۶۴)

## فاحشہ عورت کو مکان کرائے پر دینا:

مولانا احمد رضا خاں صاحب جائز سمجھتے تھے کہ فاحشہ عورت کو مکاں کرایہ پر دے دیا جائے۔ عرض و ارشاد ملاحظہ فرمائیے۔

> عرض: رنڈی کو مکاں کرایہ پر دینا جائز ہے یا نہیں؟

ارشاد: اس کا اس مکان میں رہنا کوئی گناہ نہیں۔ رہنے کے واسطے مکان کرایہ پر دینا کوئی گناہ نہیں باقی رہا اس کا زنا کرنا یہ اس کا فعل ہے اس کے واسطے مکان کرایہ پر نہیں دیا گیا۔

(ملفوظات حصہ سوم ص ۳۰)

جب پتہ ہو کہ یہ عورت اس مکان میں یہ کام کرے گی تو پھر اسے مکان دینا گو کرائے پر ہی کیا ولا تعاونوا علی الاثم والعدوان کے خلاف تو نہیں؟

ترجمہ: گناہ اور تعدی کے کاموں پر دوسروں سے تعاون نہ کرو۔

صحیح ہے اذالم تستحی فاصنع ماشئت۔ جب انسان حیا جیسی لازوال دولت سے محروم ہو جائے تو پھر ہر چیز کے لیے جواز کی کوئی نہ کوئی صورت نکل آتی ہے۔ فاعتبروا یااولی الابصار۔

مولانا کی اس فتوے سے غرض قطب الارشاد حضرت موانا رشید احمد گنگوہیؒ کے اس فتوے کی تردید تھی:۔

سوال: مراثی یا طوائف کہ پیشہ حرام سے کماتے ہیں ان سے معاملہ بیع وشرا حلال ہے یا حرام یا مکروہ وغیرہ اور مکان کو کرایہ پر دے دینا کیا حکم رکھتا ہے؟

جواب: حرام والے کے مال سے بیع کرنے سے قیمت حرام ہی ہوتی ہے فقط۔ (فتاوے رشیدیہ ص ۴۹۰)

جواب: ایسے کو کرایہ پر دینا مکان کا درست نہیں۔ حسب قول صاحبین کے اور امام صاحب کے قول سے جواز معلوم ہوتا ہے۔ مگر فتویٰ اسی پر ہے کہ نہ دیوے کہ اعانت گناہ کی ہے۔



(ایضاً ص ۵۱۶)

حضرت گنگوہیؒ کے اس قسم کے فتوؤں سے طوائف جو مولانا احمد رضا خاں کے محلے میں رہتی تھیں سخت پریشان تھیں۔ مولانا احمد رضا خاں کو مجبوراً ان کی حمایت کرنی پڑتی تھی۔



# کتاب الموالات

اس باب میں مسئلہ موالات کے ساتھ ساتھ وقت کے بعض دیگر سیاسی مسائل بھی مذکور ہیں جنہیں اعلیٰ حضرت نے اپنی فکر خاص کے تحت دینی موضوع بنایا ہوا تھا۔

## انگریزوں سے گرانٹ لینی جائز ہے:

شیخ الہند حضرت مولانا محمود الحسنؒ صاحب جن دنوں انگریزوں سے ترکِ موالات کا فتویٰ دے رہے تھے، ان دنوں مولانا احمد رضا خاں صاحب فتوے دے رہے تھے کہ تعلیم دین کے لیے انگریزوں سے مالی امداد لینا جائز ہے بلکہ نفع بے غائلہ ہے:۔

> تعلیم دین کے لئے گورنمنٹ سے امداد قبول کرنا جو نہ مخالفت شروع سے مشروط اور نہ اس کی طرف منجر ہو تو یہ نفع بلا غائلہ ہے...... کیا نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم وخلفائے راشدین رضی اللہ تعالیٰ عنہم نے سلاطین کفار کے ہدایا قبول نہ فرمائے۔ (المیزان احمد رضا نمبر)

حضور صلی اللہ علیہ وسلم اور خلفائے راشدین کبھی کسی سلطنتِ کفار کے تحت نہیں رہے۔ نہ ان میں سے کسی نے حالتِ زبردستاتی میں کافروں کے ہدیے قبول فرمائے اس لیے مولانا احمد رضا خاں کا استدلال صحیح نہیں۔ یہ بھی غور کیجیے کہ مولانا نے اسے ہدیہ نہیں نفع قرار دیا ہے۔ نفع کیا ہوتا ہے؟ جو محنت سے اصل سرمائے کہ اوپر حاصل ہوا۔ مولانا احمد رضا خاں کی انگریزوں کے لیے وہ محنت کیا تھی جس کا نفع انہیں "دین تعلیم کے لئے امداد" کی صورت میں



مل رہا تھا۔ یہ اس وقت ہمارا موضوع نہیں۔ نہ یہ زیر بحث ہے کہ آپ کو اس محنت کا معاوضہ کیا ملتا تھا۔ کیونکہ یہ امداد جو یہاں مذکور ہے یہ تو محض ایک نفع تھی۔

## ہندوستان دارالسلام ہے:

حضرت شاہ عبد العزیز صاحب محدث دہلویؒ نے انگریزی عملداری کے وقت ہندوستان کو دارالحرب قرار دیا تھا اور انگریزوں کو ظالم و جابر اور غاصب کہا تھا۔ مولانا احمد رضا خاں صاحب کی زندگی بھر جدوجہد رہی کہ جس طرح بھی بن پڑے مسلمانانِ ہند کو محدثین دہلیؒ سے بدگمان کیا جائے تاکہ حضرت شاہ اسماعیل شہیدؒ کی تحریک آزادی آگے نہ بڑھ سکے۔ اس کے لیے ضروری تھا کہ اس فتوے کو غلط قرار دے کر ہندوستان کو دار اسلام ثابت کیا جائے۔ چنانچہ آپ نے اس نام سے ایک مستقل رسالہ تحریر فرمایا جس کا نام رکھا۔

> اعلام الاعلام بان ہندوستان دارالاسلام۔ (المیزان احمد رضا نمبر ۱۵۰)

آپ اس میں لکھتے ہیں:۔

> ہندوستان بفضلہ دارالاسلام ہے۔ (احکام شریعت حصہ دوم ص ۱۵۱)

پیش نظر رہے کہ مولانا احمد رضا خاں کے ہاں دارالاسلام، دارالامن کے معنی میں نہیں ہے۔

## مسلمانانِ ہند پر حکم جہاد وقتال نہیں:

مرزا غلام احمد قادیانی نے جب حرمت جہاد کا فتویٰ دیا کہ مسلمانانِ ہند پر حکم جہاد وقتال نہیں تو مولانا احمد رضا خاں صاحب نے بھی یہی فتویٰ دیا:۔

> مسلمانانِ ہند پر حکم جہاد وقتال نہیں۔ (دوام العیش ص ۱۴)

بریلوی کہتے ہیں کہ اعلیٰ حضرت نے مجبوراً یہ فتویٰ دیا تھا۔ یہ عذر صحیح نہیں۔ ایسا ہوتا تو آستانہ بریلی سے انگریزوں کی تعریف کے مضمون صادر نہ ہوتے۔

## انگریز مسلمان کے بڑے ہمدرد ہیں:

ترک جب عالمی سطح پر انگریزی مفادات سے ٹکرا رہے تھے تو مولانا احمد رضا خاں نے فتویٰ دیا کہ اسلام کی رو سے ترک خلافت کے حقدار نہیں۔ اس پر معاً سوال اٹھا کہ کیا انگریز ترکوں سے زیادہ عربوں کے خیر خواہ ہیں؟ اس کے جواب میں مولانا مصطفیٰ رضا خاں یہ ثابت کرنے کے لیے کہ انگریز مسلمانوں کے بڑے ہمدرد ہیں۔

لکھتے ہیں:۔

> جب ترکی قوم بھوکی مر رہی تھی اور سلطنت اس کی خبر نہ لے سکتی تھی جو بہ نسبت حجاز ان سے بہت زیادہ قریب اور ہاتھ کے نیچے تھی ایسے سخت وقت اور اس سقیم حالت میں کہ حجاز میں قحط کی یہ کیفیت تھی کہ لحم میتہ (مردار کا کھانا) بھی باقی نہ رہا تھا اور لوگوں کے تلاش پر وہ بھی دستیاب نہ ہو سکتا تھا۔ نصاریٰ ہندوستان سے اناج کے جہاز بھر کر لے جاتے اور یہاں چار سیر بکتا تھا۔ وہاں دس سیر کا فروخت کرتے بلکہ مفت بانٹتے تھے۔
>
> (حجۃ واہرہ ص ۹)

## انگریزوں کی نوکری جائز ہے:

جب انگریز مسلمانوں کے ہمدرد ٹھہرے تو ان سے ترک موالات کیسے ہو سکتا ہے۔ مولانا احمد رضا خاں صاحب نے فتویٰ دیا:۔

> انگریزی کی نوکری جائز ہے۔ یا گھر پر لا کر اس کا کپڑا سینے میں کوئی مضائقہ نہیں۔ (احکام شریعت حصہ دوم ص ۲۳۷)

ترک موالات کے دور میں یہ مسئلہ صرف ایک فقہی فتویٰ نہیں رہتا بلکہ پس پردہ بہت سے



حقائق کا پتہ دیتا ہے۔

## مسٹر محمد علی جناح کو قائد اعظم کہنا جائز نہیں:

مولانا احمد رضا خاں کے آستانہ بیعت مارہرہ شریف سے مسئلہ پوچھا گیا کہ کیا مسٹر محمد علی جناح کو قائد اعظم کہنا جائز ہے یا نہیں؟ تو مولانا احمد رضا خاں کے شیخ آستانہ سید آل رسول نے فتویٰ دیا۔

> کیا کوئی سچا مسلمان کسی کتے کو اور وہ بھی دوزخیوں کے کتے کو اپنا قائد اعظم سب سے بڑا پیشوا اور سردار بنانا پسند کرے گا۔ حاشا وکلا ہرگز نہیں۔
>
> (مسلم لیگ کی زریں بخیہ دری ص ۴)

بریلویوں کی زبان ملاحظہ کیجیے۔ قائد اعظم کو کتا قرار دینا اور وہ بھی دوزخیوں کا۔ بریلویوں کے خبث باطنی کا پتہ دیتا ہے اور فتوے دینے والا بھی کوئی معمولی بریلوی نہیں۔ مولانا احمد رضا خاں کا پیر ہے لاحول ولا قوۃ الا باللہ العلی العظیم۔

## مسلم لیگ اور تمام سیاسی جماعتوں کو کتے سے تشبیہہ دینا:

> آج ہر وہ لیڈر مظلم لیگی (مسلم لیگ کی طرف اشارہ ہے) ہو یا کانگریسی، احراری ہو یا خاکساری، رافضی ہو یا مرزائی وہابی ہو یا دیوبندی...... یہ خبثا کتوں کی طرح دم دبا کر بھاگتے ہیں۔ (قہر القادر ص ۲۵)

## مسلم لیگ کو چندہ دینا حرام ہے:

مسلم لیگ جب پاکستان کے لیے جدوجہد کر رہی تھی تو مولانا احمد رضا خاں کے خلیفہ خاص مولانا ابو البرکات سید احمد ناظم انجمن حزب الاحناف لاہور نے فتویٰ جاری کیا۔

> لیگ کی حمایت کرنا، اس میں چندے دینا اس کا ممبر بننا اس کی اشاعت اور تبلیغ کرنا منافقین و مرتدین کی جماعت کو فروغ دینا ہے۔

مولانا ابوالبرکات مسلم لیگ کی مخالفت پر زیادہ مصر اس لیے تھے کہ اس کے جلسوں میں حضرت مولانا اشرف علی صاحب تھانویؒ زندہ باد کے نعرے کیوں لگتے ہیں اور یہ کہ تحریکِ پاکستان کی قیادت شیخ الاسلام مولانا شبیر احمد عثمانیؒ کر رہے ہیں۔ مولانا احمد رضا خاں کے وابستگان اسی بغض وعناد میں پاکستان کے خلاف ہو رہے تھے۔

جناب پیر جماعت علی شاہ صاحب نے اس وقت بریلویوں سے علیحدگی اختیار کر لی۔ آپ نے تحریک پاکستان کی حمایت کا اعلان کر دیا اور شیخ الاسلامؒ کو گلے لگا لیا اور اعلان فرمایا کہ ان کا حضرت علامہ عثمانی سے کوئی اختلاف نہیں رہا۔ اب کے بعد حضرت علامہ آپ کے بھائی ہیں۔ پیر جماعت علی شاہ اور علی پوری کا بریلویوں سے علیحدگی اختیار کرنا اور علمائے دیوبند سے اختلافات کا ختم کر لینا اخوت اسلامی کا عجیب اتحاد پرور مظاہرہ تھا۔



# کتاب النوادر

شریف لوگ کوشش کرتے ہیں کہ ان بستیوں میں رہیں جہاں اچھے لوگ بستے ہوں فاحشہ عورتوں کے محلے میں رہنا شریفوں کو کبھی پسند نہیں آتا کیونکہ بچوں نے گھروں کے اردگرد ہی نکلنا کھیلنا ہوتا ہے۔ بچے اگر فاحشہ عورتوں کو عام دیکھیں تو اس سے وہی معاشرہ ترتیب پائے گا جس سے شریف لوگ بچتے ہیں۔

مولانا احمد رضا خاں صاحب کسی محلے میں رہتے تھے اور بچپن میں ان کا کس قسم کے لوگوں سے واسطہ پڑتا تھا اس کے لئے مندرجہ ذیل واقعہ عبرت خیز ہے۔

## فاحشہ عورتوں کے ماحول میں رہنا:

آپ کی عمر شریف صرف پانچ سال تھی۔ ایک لمبا کرتہ پہنے گھر سے باہر آئے۔ سامنے سے چند عورتیں (بازاری وطوائف) (فتاویٰ رضویہ جلد ۲ ص ۷) آرہی تھیں جن کے چہرے کھلے ہوئے تھے۔ اعلیٰ حضرت نے جوان کی طرف دیکھا تو اپنے کرتے کا دامن اٹھا کر اپنی آنکھوں پر رکھ لیا۔ عورتیں اس صورتحال کو دیکھ کر ہنسیں اور کہنے لگیں واہ میاں آپ بھی خوب ہیں کہ آنکھیں تو چھپا لیں اور پیٹ (ستر) کو کھول دیا۔ اعلیٰ حضرت نے ان کو برجستہ جواب دیتے ہوئے فرمایا۔ جب نظر بہکتی ہے تو دل بہکتا ہے اور جب دل بہکتا ہے تو ستر کا مزاج خراب ہوتا ہے۔ (سوانح اعلیٰ حضرت ص ۱۱)

آپ اس عمر میں ستر کے مزاج بگڑنے سے کیسے واقف ہو گئے۔اس کے لیے یہ جاننا کافی ہے کہ آپ کے بچپن کے استاد مرزا غلام احمد قادیانی کے بھائی مرزا غلام قادر تھے جو انگریزی عملداری کی ان خدمات میں اپنے باپ مرزا غلام مرتضیٰ کے ساتھ تھے۔

## طوائف کے آداب سے پوری واقفیت:

اس ماحول کا نتیجہ تھا کہ آپ طوائفوں کے آداب سے خوب واقف تھے آپ کو ان کا خوب تجربہ تھا۔ایک دفعہ آپ سے پوچھا گیا کہ طوائف کے مال سے خریدی شیرینی پر فاتحہ کرنا کیسا ہے؟ آپ نے جو جواب دیا اس سے پتہ چلتا ہے کہ آپ کو بازاری عورتوں کے آداب سے خوب واقف تھے اور آپ کو اس میں کسی اور کی شہادت کی ضرورت نہیں ہوتی تھی کیونکہ آپ کی اپنی شہادت موجود تھی لکھتے ہیں:۔

> اس مال کی شیرینی پر فاتحہ کرنا حرام ہے مگر جبکہ اس نے مال بدل کر مجلس کرائی ہو اور یہ لوگ جب کوئی کار خیر کرنا چاہتے ہیں تو ایسا ہی کرتے ہیں اور اس کے لیے کسی شہادت کی ضرورت نہیں...... مذہب مفتیٰ بہ پر وہ شیرینی حرام نہ ہوگی۔ (احکام شریعت حصہ دوم ص ۱۴۵)

## فاحشہ عورتوں کے بارے میں چلبلی طبیعت:

مولانا احمد رضا خاں صاحب جس ماحول میں رہتے تھے اس کی چند جھلکیاں آپ نے اوپر دیکھ لی ہیں۔ظاہر ہے کہ اس کا آپ پر کیا اثر ہوا ہوگا۔

صحبت صالح ترا صالح کند　　صحبت طالح ترا طالح کند

مولانا احمد رضا خاں کی زندگی پر نظر ڈالنے سے پتہ چلتا ہے کہ آپ پر اس ماحول کا خاصا اثر ہوا تھا اور آپ اسی ماحول میں رنگے جا چکے تھے۔مولانا کے ایک شعر سے پتہ چلتا ہے کہ



آپ کس مزاج کے آدمی تھے۔آپ لکھتے ہیں:۔

تنگ وچست ان کا لباس اور وہ جوبن کی ابھار
مسکی جاتی ہے قبا سر سے کمر تک لے کر
یہ پھٹا پڑتا ہے جوبن میرے دل کی صورت
کہ ہوئے جاتے ہیں جامہ سے بروں سینہ و بر
(حدائق بخشش حصہ سوم ص ۳۷)

اس شعر کی بریلویوں نے بہت تاویلیں کیں۔لیکن سب بے سود۔آخر پروفیسر مسعود احمد صاحب کے والد مفتی مظہر اللہ صاحب کو مجبور ہو کر لکھنا پڑا:۔

> ہوسکتا ہے کہ فاضل موصوف (مولانا احمد رضا خاں) کی چلبلی طبیعت سے ان عورتوں کے حق میں یہ کلام صادر ہوا ہو لیکن وہ ان کو طبع کرانا نہ چاہتے تھے اور اکثر ہوتا ہے تو دوسرے کو کیا حق ہے کہ ان کی مرضی کے خلاف ان کو شائع کرائے۔ (فتاویٰ مظہری ص ۳۹۲)

جب یہ حقیقت مسلمانوں کے سامنے آتی ہے کہ مولانا احمد رضا خاں نے یہ گستاخانہ شعر ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہؓ کے بارے میں کہے تھے تو کون شخص ہے جو مولانا احمد رضا خاں کو معاف کرے گا۔

## نواب صاحب کے خاص پلنگ پر:

آپ کی طبیعت اس طرح چلبلی کیسے بنی: اس کے لیے آپ کے ابتدائی زندگی کے کچھ واقعات سامنے ہونے چاہئیں۔پھر پتہ چلے گا کہ آپ کی چلبلی طبیعت کا یہ انداز کیوں تھا۔آپ کی چودہ سال کی عمر تھی۔نواب صاحب رامپور آپ کو خاص پلنگ پر بٹھاتے تھے۔مسلم یونیورسٹی علیگڑھ کے پروفیسر مختار الدین صاحب نواب رامپور کے ایک شوق کا ذکر کرتے ہیں:

انہیں ایک ایسے طالب علم سے ملنے کا اشتیاق ہوا جس نے چودہ سال کی عمر میں درسیات سے فراغت حاصل کر لی تھی۔ جب حضرت نواب صاحب کے پاس پہنچے تو انہوں نے خاص پلنگ پر بٹھایا اور بہت لطف و محبت سے باتیں کرتے رہے۔

(ماہنامہ المیزان احمد رضا نمبر ص ۳۳۲)

نواب صاحب رامپور کے بارے میں بہت کچھ مشہور ہے۔ اس عمر میں مولانا کو خاص پلنگ پر بٹھانا ہماری سمجھ سے باہر ہے۔ تاہم حالات سے پتہ چلتا ہے کہ اس پلنگ خاص پر آنا ہی آپ کی چلبلی طبیعت کا باعث بنا۔

## مولانا کا خاص موضوع تحقیق مرد کا آلہ تناسل تھا:

مولانا نے مرد کے آلہ تناسل پر ایسی تحقیق فرمائی کہ پہلے سب محققین کو مات کر گئے۔ آپ کا خاص موضوعِ تحقیق مرد کا آلہ تناسل تھا۔ بریلویوں کے مولانا عبد القدوس مصباحی لکھتے ہیں:۔

مرد کی شرمگاہ کے اعضاء کو نو ثابت کرنا آپ کی فقہ دانی پر ایسی شہادت ہے جو آفتاب نیم روز سے بھی زیادہ درخشاں اور تابندہ ہے۔

چنانچہ آپ نے پہلے چالیس مستند و معتبر کتب فقیہہ اور فتاویٰ کے حوالہ سے شرمگاہ کے اعضاء کو مدلل و محقق فرمایا۔ پھر تدقیق نظر سے ایک اور عضو شرمگاہ پر دلائل ثبت فرما کر ثابت کیا کہ مرد کی شرمگاہ کے اعضاء ہیں۔ (ماہنامہ المیزان احمد رضا نمبر ص ۳۳۲)

## اٹھارہ سالہ لڑکی پر نظر:

آپ دیکھ چکے ہیں کہ آپ نے بچپن میں غیر محرم عورتوں سے نظر بچانے کے لیے



آنکھوں کو کُرتے سے ڈھک لیا اور ستر کھول دیا تھا۔ اس سے اندازہ ہوتا تھا کہ آپ اپنی نظر غیر محرم عورتوں سے یکسر بچاتے ہوں گے لیکن ہمارے تعجب کی انتہا نہ رہی۔ جب ہم نے دیکھا کہ آپ نے بڑی عمر میں غیر محرم عورتوں سے غض بصر نہ فرمایا: شاید اس کی وجہ یہ ہو کہ آپ بچپن میں ایسے اساتذہ سے تعلیم حاصل کرتے رہے تھے جنہوں نے آپ کو غض بصر کا سبق ہی نہ پڑھایا جس سے بڑی عمر میں بھی آپ اس میں مبتلا رہے۔ مولانا احمد رضا خاں نے جو واقعہ بیان کیا ہے اس سے ہماری سمجھ میں یہ بات نہیں آتی کہ کوئی لڑکی اٹھارہ سال کی عمر تک ماں کا دودھ کیسے پیتی رہی۔ بہر حال آپ اپنا چشم دید واقعہ لکھتے ہیں:۔

میں نے خود دیکھا کہ گاؤں میں ایک لڑکی اٹھارہ یا بیس برس کی تھی ماں اس کی ضعیفہ تھی۔ اس کا دودھ اس سے نہ چھڑایا تھا۔ ماں ہر چند منع کرتی وہ زور آور تھی۔ بچھاڑتی اور سینے پر چڑھ کر دودھ پینے لگی۔ (ملفوظات ص ۲۲)

اس میں صراحت ہے کہ آپ اٹھارہ سال کی لڑکی کو بلا حجاب دیکھتے تھے۔

## خطبہ جمعہ میں ابو طالب کے لئے دعا بدعت:

خطبہ میں پڑھا وارض عن اعمال نبیک الا طائب حمزہ والعباس وابی طالب۔ یہ بدعت تازہ ایجاد ہوئی۔ میری زبان سے بآواز بلند نکلا اللھم ھذا منکر (ملفوظات حصہ دوم ص ۲۲)

حضرت حمزہ اور حضرت عباس کا نام تو خطبہ میں ہوتا ہی ہے۔ یہ ابو طالب کا نام بڑھانا اسے مولانا احمد رضا خاں نے بدعت فرمایا ہے۔ حضرت ابو طالب کا کون سا قصور ہے جس کی وجہ سے اسے بدعت ٹھہرایا؟ اگر کہو کہ وہ اسلام نہ لائے تھے تو اسے حرام ٹھہرانا تھا۔ اگر کہو کہ بدعت وہ ہے جس سے کوئی سنت چھوٹے تو یہاں یہ صورت بھی نہیں۔ رہا بدعت حسنہ کا احتمال تو آگے لفظ منکر اس کی کھلی تردید ہے۔ مولانا احمد رضا خاں کا اسے بدعت ٹھہرانا ان کے فقہی کمال کی ایک بڑی شہادت ہے۔

## عرسوں کی وجہ سے مزارات کا فیض کم:

جب تک یہ موجودہ عرس رائج نہ ہوئے تھے۔ اہلِ مزارات سے روحانی فیض ملتا تھا۔ مگر جب سے یہ عرس رائج ہوئے۔ ان کے ناجائز افعال سے ان بزرگوں کا فیض کم ہوگیا ہے۔

عرض: حضور بزرگانِ دین کے اعراس میں جو افعال ناجائز ہوتے ہیں ان سے ان حضرات کو تکلیف ہوتی ہے؟

ارشاد: بلاشبہ اور یہی وجہ ہے کہ ان حضرات نے بھی توجہ کم فرمادی ہے ورنہ پہلے جس قدر فیوض ہوتے تھے اب کہاں۔ (ملفوظات جلد ۲ ص ۴۷)

اس سے چار باتیں معلوم ہوئیں۔ (۱) پہلے یہ عرس نہیں ہوتے تھے۔ یہ زمانہ بعد کی ایجاد ہیں۔ (۲) ان سے اہلِ مزارات کو سخت تکلیف ہوتی ہے۔ (۳) ان سے روحانی فیض ملنا کم ہوگیا ہے۔ (۴) ان وجوہ سے عرسوں میں جانا اور ناجائز افعال کی رونق بڑھانا ہرگز جائز نہیں۔

## زین میں قرآن لٹکا ہو تو اس پر سواری جائز:

عرض: خورجی جو گھوڑے کی زین میں لٹکی رہتی ہے اس میں قرآن شریف رکھا ہو ایسی حالت میں سوار ہوسکتا ہے؟

ارشاد: اگر گلے میں نہیں لٹکا سکتا اور خورجی میں رکھنے پر مجبور محض ہے تو جائز ہے۔ (ملفوظات جلد ۳ ص ۹)

اگر مجبوراً قرآن کریم پر سواری کرنا جائز ٹھہرایا جائے تو فقہ رضا خانی عام جمہور مسلمانوں میں کسی طرح لائق قبول نہ ٹھہرے گی۔ یہ فیصلہ کرنا اب آپ کا کام ہے کہ جس طرح مولانا احمد رضا خاں کا ترجمہ قرآن امارات عربیہ، رابطہ عالم اسلامی اور ایران میں تحریف قرآن کی وجہ سے خلاف قانون قرار دیا جاچکا ہے۔ رضا خانی فقہ بھی کسی ملک میں عمل درآمد نہ ہونے پائے۔



## چوری اور زنا کا علم سیکھنا جائز ہے:

جس شخص نے چوری اور زنا نہیں کرنا اسے ان کاموں سے کیا غرض؟ علم اپنے محل میں کام کرتا ہے۔ جس نے اس پر عمل نہیں کرنا اس کے لیے عبث اور فضول ہے۔ عبث اور فضول میں وقت لگانا بے فائدہ اور خلافِ اصول ہے مگر بریلویوں کے ہاں ان کا سیکھنا اور سکھانا کسی طرح لائق نفرین نہیں۔ مولانا احمد رضا خاں کے خلیفہ مفتی احمد یار صاحب گجراتی لکھتے ہیں:۔

نفس علم کسی شی کا برا نہیں۔ اب منکرین کا وہ سوال اٹھ گیا کہ حضور کریم علیہ التحیۃ والتسلیم کو بری چیزوں چوری، زنا، جادو، اشعار کا علم نہیں تھا۔ (جاء الحق ص ۳۷)

معلوم نہیں مفتی صاحب کو حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے لیے ان گندی باتوں کے ثابت کرنے سے کیا ملا؟

## سرسید کو خبیث سمجھنا فرض ہے:

بانی علی گڑھ یونیورسٹی سرسید احمد خاں کے بارے میں مولانا احمد رضا خاں کی زبانی ملاحظہ کیجیے:۔ وہ تو ایک خبیث اور مرتد تھا۔ (ملفوظات حصہ اول ص ۲۶ حصہ ۳ ص ۷۳)

مولانا احمد رضا خاں نے یہ بھی فرمایا ہے کہ میرا دین و مذہب جو میری کتب سے ظاہر ہے اس پر قائم رہنا ہر فرض سے اہم فرض ہے۔ دیکھیے وصایا شریف۔ سو بریلویوں کے لئے سرسید کو خبیث سمجھنا فرض ٹھہرتا ہے۔

## سکھوں کا جھٹکا جائز ہے؟

مسلمان کبھی وہ گوشت نہیں کھاتے جس پر وقت ذبح خدا کا نام نہ لیا گیا ہو، ذابح کے لیے ضروری ہے کہ وہ مسلمان ہو اور یہ کہ وہ احرام میں نہ ہو مگر مولانا احمد رضا خاں لکھتے ہیں:۔

ذبح میں اسلام بھی شرط نہیں۔ (فتاویٰ افیر یقہ بحوالہ کہانی)

اس طریقے کو اختیار کیا جائے تو یورپ کے مسلمانوں کو بہت فائدہ رہے گا۔ حلال میٹ شاپ سے گوشت زیادہ قیمت میں ملتا ہے اور انگریز اسے ستے داموں بیچتے ہیں۔

## مولانا احمد رضا خاں کا بڑا چراغ:

عرض: حضور بڑا چراغ روشن کرنے کی کیا ترکیب ہے؟

ارشاد: (۱) چراغ معلق روشن کیا جائے گا۔ کسی چھینکے یا قندیل میں۔

(۲) روشن کرتے وقت لو کے پاس سونے کا چھلہ یا انگوٹھی یا بالی ڈال دیا کریں۔ چلہ ختم ہونے پر وہ مساکین مسلمین پر تصدیق کر دیں

(۳) چراغ باوضو نمازی آدمی روشن کرے۔ اگرچہ عورت ہو اور مرد بہتر ہے۔ (۴) مرض ہلکا ہو تو چراغ روزانہ ڈیڑھ گھنٹہ روشن ہو اور سخت ہو تو دو گھنٹے۔ تین گھنٹے اور بہت سخت ہو تو شب بھر۔ (۵) مریض اس کی روشنی میں بیٹھے خواہ لیٹے مگر منہ

اس کی طرف رکھے۔ (ملفوظات حصہ سوم ص ۱۱)

پھر چودھویں نمبر پر لکھا ہے" جس کے لیے چراغ روشن ہو اس کے سوا اور مریض بھی بہ نیت شفا ان شرائط کی پابندی سے بیٹھ سکتے ہیں۔"

رضاخانی فقہ میں بیماروں کی شفا کا یہ نرالا ہسپتال تمام آتش پرست قوموں کو پیچھے کر گیا ہے۔



شائع کردہ

کُتب خانہ قادرِیہ

اُردو بازار۔ لاہور